عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

مبلغین ختم نبوت کا دورۂ گوادر

جلد: ۴۰ | ۹ تا ۱۵ ربیع الاول ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ اکتوبر ۲۰۲۱ء | شمارہ: ۳۹

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

والد کے دیئے گئے پلاٹ میں بہن بھائیوں کا حصہ

س:...... میرے والد نے اپنی زندگی میں ہی ایک پلاٹ میرے نام ٹرانسفر کردیا تھا اور مجھے کہا تھا کہ اپنے بہن، بھائیوں کا خیال رکھنا۔ پھر میں نے اس پلاٹ پر ذاتی خرچ سے تعمیر کروائی، قرض لے کر اور کچھ والد صاحب نے بھی مجھے گھر کی تعمیر کے لئے رقم دی، اس طرح گھر تعمیر ہوا۔ جس میں میرے دیگر بہن، بھائیوں نے کوئی خرچہ نہیں کیا، چند سالوں بعد والد صاحب کا انتقال ہوگیا اور پھر میں نے گھر فروخت کردیا۔ میرے ذمہ جو قرض تھا وہ ادا کیا اور جو باقی رقم بچی اس میں مزید اپنی بیوی کا زیور فروخت کرکے اور اپنے بچوں سے لے کر میں نے ایک دوسرا مکان خریدا، اس میں بھی میرے، بہن، بھائیوں کا کوئی پیسہ نہیں لگا۔ آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ جو پلاٹ والد نے مجھے دے دیا تھا، کیا اس پلاٹ پر میرے دیگر بہن، بھائیوں کا حق ہے یا نہیں؟

ج:...... صورت مسؤلہ میں اگر والد مرحوم نے یہ پلاٹ اپنی زندگی میں ہی آپ کو ہبہ کردیا تھا، جس پر قبضہ کرنے کے بعد آپ نے اسے تعمیر کرالیا تھا، تو اب یہ مکان اور پلاٹ آپ کی ملکیت سمجھا جائے گا۔ والد کا نہیں، اس لئے والد کے انتقال کے بعد یہ ان کے ترکہ میں شامل نہیں ہوگا، مگر چونکہ والد نے آپ سے وعدہ لیا تھا کہ سب بہن، بھائیوں کا خیال رکھنا۔ اس لئے یہ لازم اور ضروری تو نہیں، لیکن افضل اور بہتر ہے کہ آپ پلاٹ کی فروخت کے وقت کی مالیت کا حساب کرکے سب بہن بھائیوں کو ان کا حصہ دے دیں جو کہ والد کے ورثہ کے مطابق ہو یعنی پلاٹ کی کل مالیت کو سات حصوں میں تقسیم کرلیں جس میں سے دو حصے ایک بھائی کے اور دو حصے آپ کے اور ایک، ایک حصہ ہر ایک بہن کو دیدیں۔ اس کے علاوہ جو دوسرا مکان آپ نے ذاتی طور پر خریدا ہے اس میں آپ کے دیگر بہن بھائیوں کا کوئی حق نہیں ہے۔

آنحضرت ﷺ کا یوم ولادت

س:...... کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت مبارک ۱۲/ربیع الاول ہے؟ کیا اس تاریخ پر سب کا اتفاق ہے یا اس بارے میں اختلاف ہے؟

ج:...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے بارے میں جو مشہور ہے کہ یہ بارہ ربیع الاول کا دن تھا، یقینی طور پر درست نہیں ہے۔ صرف پیر کا دن ہونے میں سب کا اتفاق ہے لیکن تاریخ کے تعین میں اختلاف ہے۔ علامہ نوویؒ نے اس بارے میں چار اقوال ذکر کئے ہیں، جن میں سے کسی ایک کو بھی ترجیح نہیں دی، سب کو مشہور قرار دیا ہے۔ پہلا قول ۲/ربیع الاول کا دن تھا، دوسرا ۸/ربیع الاول کا دن تھا، تیسرا ۱۰/ربیع الاول کا دن تھا اور چوتھا ۱۲/ربیع الاول کا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

”واتفقوا علی انه ولد یوم الاثنین من شهر ربیع الاول واختلفوا هل هو فی الیوم الثانی او الثامن ام العاشر او الثانی عشر فهذه، اربعة اقوال مشهورة“

(تہذیب الأسماء، ص:۵۰، ج:۱)

جبکہ حلبیؒ کا رجحان ”سیرت حلبیہ میں“ ۹/تاریخ کی طرف زیادہ ہے۔ لہٰذا ۱۲/تاریخ کو یوم ولادت یقینی طور پر نہیں کہا جاسکتا، جبکہ اس بارے میں دیگر اقوال بھی موجود ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۰ — ۹تا۱۵ربیع الاول۱۴۴۳ھ مطابق ۱۶تا۲۲؍اکتوبر ۲۰۲۱ء — شمارہ:۳۹

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیرِاعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیرِاعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

جبری تبدیلیٔ مذہب بل	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
سیرت خاتم النبیین ﷺ کی اجمالی سیر	۷	مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ
۶۳ سالہ حیاتِ طیبہ پر ایک نظر	۱۱	مولانا عبدالرزاق القاسمی
نوجوانوں کے لئے نقشِ سیرت النبی ﷺ	۱۵	مولانا فضل الرحیم اشرفی
نوجوانانِ اسلام کے لئے لمحۂ فکریہ!	۱۷	مولانا محمد تبریز عالم قاسمی
عقیدۂ ختم نبوت... قرآن وحدیث کی روشنی میں	۲۰	پروفیسر ایم نذیر احمد تشنہ
خبروں پر ایک نظر	۲۳	ادارہ
مبلغینِ ختم نبوت کا دورۂ گوادر	۲۶	مولانا قاضی احسان احمد

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیبِ پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا:۱۰۰ڈالر، یورپ، افریقہ:۸۰ڈالر، سعودی عرب،

متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک:۷۰ڈالر

فی شمارہ ۱۵روپے، ششماہی:۳۵۰روپے، سالانہ:۷۰۰روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون:۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون:۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سیّد شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ادار یہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

جبری تبدیلیٔ مذہب بل!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

آج کل ملک پاکستان میں جبری تبدیلیٔ مذہب کے عنوان سے ایک بل وفاقی حکومتی حلقوں میں زیرگردش ہے، جودرحقیقت چندسال پہلے سندھ اسمبلی میں پیش کیا گیا تھااور گورنرسندھ نے اعتراضات لگا کراسے واپس کردیا تھا، بیرونی دباؤ کی بناپراب دوبارہ وفاقی حکومت اس کے لئے راہ ہموار کررہی ہے، لیکن علماء کرام، اسلامی نظریاتی کونسل اورتمام مسالک کے مذہبی حلقوں نے اسے مسترد کیا ہے۔اس بارہ میں مجلس احراراسلام اورعالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین نے دارالحکومت اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس کی ہے،اس کی اہمیت کے پیش نظراس پریس کانفرنس کوبطوراداریہ، ہدیۂ قارئین ختم نبوت کیا جارہا ہےاورآخرمیں حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب دامت برکاتہم کاایک بیان بھی اس میں شامل ہے،ملاحظہ فرمائیے:

’’ان دنوں انسدادجبری تبدیلی مذہب بل کوقومی اسمبلی میں لانے کی خبریں گردش میں ہیں،جبکہ وفاقی وزیرمذہبی امورنورالحق قادری نے بھی گزشتہ روزمیڈیا سے بات کرتے ہوئے بتایا ہے کہ’’جبری تبدیلیٔ مذہب کی روک تھام کے لئے وزارت انسانی حقوق کی طرف سے پیش کردہ قانون کامسودہ وزارت مذہبی امورمیں زیرغور ہے۔‘‘اس طرح جبری تبدیلی مذہب کے لئے قانون سازی کاسلسلہ۲۰۱۶ءسے سندھ اسمبلی سے شروع ہوکراب قومی اسمبلی کے ایوان تک پہنچنے کے مراحل میں ہے۔سنجیدہ حلقوں کے نزدیک جبری تبدیلی مذہب کاایشو جان بوجھ کرکھڑا کیا جارہا ہے۔جوحقیقت میں ملک کوسیکولرائز کرنے کی منصوبہ بندی کی ایک کڑی ہے۔جس کے لئے بیرونی فنڈز پر چلنے والی این جی اوز جبراً اسلام قبول کرائے جانے کے جعلی اعدادوشمار کے ذریعے پاکستان کا تاریک امیج دنیا میں پیش کررہی ہیں۔تاکہ پاکستان کومزید بیرونی پابندیوں میں جکڑا جاسکےاورملک میں ارتداد کی راہ میں حائل تمام رکاوٹوں کو ہٹایا جاسکے۔انسدادجبری تبدیلی مذہب بل کوقانون کی شکل دینے کے لئے قومی اسمبلی میں پیش کئے جانے کی راہ ہموار کی جارہی ہے۔مگرابھی تک مذہبی جماعتوں کی جانب سے تاحال کوئی منظم احتجاج دیکھنے میں نہیں آیا۔تاہم گزشتہ روزاسلام آبادمیں اس بل کے حوالے سے مجلس احراراسلام پاکستان کے مرکزی امیر مولاناسیّدمحمدکفیل شاہ بخاری اورعالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر حضرت مولاناعزیزاحمد صاحب نے پریس کانفرنس کی ہے۔جس میں انہوں نے بل کی متنازعہ شقوں اوران کے مضمرات پرتفصیلی گفتگو کی اورمجوزہ قانون سازی کے خلاف پیش رفت کرنے اوردینی قوتوں کومتحد کرنے کااعلان کیا۔مولاناسیّدمحمدکفیل شاہ بخاری نے "Rohibition Forced P Coversion Bill 2021" (انسدادجبری تبدیلی مذہب بل ۲۰۲۱ء) کومسترد کرتے ہوئے کہا کہ یہ بل مکمل طورپرغیراسلامی، غیرآئینی اوربنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔اقوام متحدہ کےانسانی حقوق کے چارٹر کے مطابق بھی’’فردکو مذہب کے اختیار کرنے میں مکمل آزادی حاصل ہے،اس پرکوئی قدغن نہیں لگائی جاسکتی۔‘‘حکومت یہ بل پارلیمنٹ میں لانے سے پہلے اس کے لئے لابنگ کررہی ہے۔حالانکہ خودآئینی ادارہ اسلامی نظریاتی کونسل کے ایک سابق چیئرمین بھی اپنے دورمیں اس بل کوغیراسلامی اورغیرآئینی

قراردے چکے ہیں۔انہوں نے کہا کہ ہم سمجھتے ہیں کہ دراصل بیرونی ایجنڈے پر ہی کبھی ہمارے خاندانی نظام کی بربادی کے لئے گھریلو تشدد بل لایا جاتا ہے اور کبھی معاشرہ میں مذہب متحرک اور موثر کردار کو ختم کرنے کے لئے وقف املاک بل لاکر مرضی کے قوانین وضع کئے جاتے ہیں۔ اب تبدیلی مذہب کے عنوان سے اٹھارہ سال سے کم عمر افراد پر قبول اسلام روکنے کے لئے قانون سازی کی مہم جاری ہے۔ جو درحقیقت اسلام مخالف قوانین کو پاکستانی اکثریتی مسلم آبادی پر مسلط کرنے کی منظم منصوبہ بندی ہے، کیونکہ اگر اس مجوزہ قانون کو موجودہ صورت میں لاگو کیا جاتا ہے تو کوئی ایک بھی اٹھارہ سال سے کم عمر فرد قانوناً اسلام قبول نہیں کر سکے گا۔صاحبزادہ مولانا عزیز احمد نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ڈاکٹر محمد عمر فاروق مرکزی سیکریٹری اطلاعات مجلس احرار اسلام پاکستان، نومسلم ڈاکٹر محمد آصف (سابق قادیانی)، نومسلم مولانا محمد عبداللہ (سابق ہندو) اور مولانا نوراللہ رشیدی کے ہمراہ پریس کانفرنس میں مولانا سیّد محمد کفیل شاہ بخاری نے کہا کہ بل کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی شخص کے بارے میں یہ نہیں سمجھا جائے گا کہ اس نے اپنا مذہب تبدیل کیا ہے، جب تک کہ وہ شخص اٹھارہ سال یا اس سے بڑا نہ ہو جائے، جو بچہ بلوغت کی عمر کو پہنچنے سے پہلے اپنے مذہب کو تبدیل کرنے کا دعویٰ کرتا ہے۔اس کا مذہب تبدیل نہیں سمجھا جائے گا اور نہ اس کے خلاف اس قسم کے دعویٰ کرنے پر کوئی کارروائی کی جائے گی۔ جبری مذہب کی تبدیلی میں ملوث افراد کو پانچ سے دس سال تک سزا اور جرمانہ ہوگا۔اس بل میں ایسی کڑی شرائط موجود ہیں کہ اب کم عمروں کے لئے اسلام قبول کرنا عملاً ناممکن بنادیا جائے گا۔ ہمارے نزدیک یہ بل جبری تبدیلی مذہب کو روکنے کا بل نہیں، بلکہ اسلام کو قبول کرنے سے جبراً روکنے کا بل ہے۔ یہ درست ہے کہ جبراً کسی شخص کو مسلمان نہیں بنایا جاسکتا، لیکن شریعت مطہرہ کی رُو سے جو فرد بھی باہوش وحواس، بلا جبر واکراہ اور بارضا ورغبت اسلام قبول کرتا ہے تو پھر کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس فرد کو قبول اسلام سے روکے۔ اگر جبراً مسلمان بنانا درست نہیں تو بالجبر اسلام قبول کرنے سے روکنا کہاں کا انصاف ہے؟ یہ اقدام بنیادی انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزی کے بھی مترادف ہے۔ مجوزہ قانون پاکستان کے آئین کے اصولوں کے برعکس، شریعت اسلامیہ کے منافی اور عدل وانصاف کے تقاضوں کے سراسر خلاف ہے۔ اسلام ہر عمر کے افراد کے قبول اسلام کا خیر مقدم کرتا ہے۔ جہاں تک کم عمر افراد کے قبول اسلام کا سوال ہے تو اسلامی تعلیمات اور ہماری تاریخ اس کی شاہد ہے کہ سیّدنا علی المرتضیٰؓ نے دس سال کی عمر میں اسلام قبول کیا، جبکہ سیّدنا زیدؓ ابتدائی عمر میں مشرف بہ اسلام ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا۔ بچپن میں اسلام قبول کرنے کی بیسیوں مثالیں موجود ہیں کہ کم عمر نومسلمین اسلام کی نعمت سے سرفراز ہوئے، تو اسلام نے ان کا مکمل تحفظ کیا، ان کے لئے خصوصی احکامات جاری کئے اور ان کے حقوق کا خاص خیال رکھا۔ مواخات مدینہ اس کی واضح مثال ہے۔ ہمارے اہل اقتدار جو ریاست مدینہ کا دعویٰ کرتے ہیں۔ انہیں اسلام کی ان زریں روایات سے سبق لیتے ہوئے قبول اسلام کرنے والے نومسلمین کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کرنے کے بجائے ان کی کفالت کا انتظام وانصرام کرکے ان کی حوصلہ افزائی اور دلجوئی کا سامان کرنا چاہئے اور قرآن مجید کے حکم کے مطابق ان کی تالیف قلب کا اہتمام کرنا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ بل کی مزید ایک اور شق پر غور کیجئے کہ نو عمر اسلام قبول کرنے والے کو اکیس دن اور اٹھارہ سال کے بعد اسلام قبول کرنے والے کو نوے دن کی مہلت دینا کہ وہ اپنے فیصلہ پر مزید غور وخوض کرے دراصل مہلت دینے کا مطلب یہ ہے کہ اس مدت کے دوران نومسلمین اور ان کے خاندان والوں کو ڈرا دھمکا کر انہیں اسلام کو ترک کرنے پر مجبور کیا جاسکے۔ سوال یہ ہے کہ اگر نو عمر کا اسلام قابل قبول نہیں تو پھر یہ بتایا جائے کہ اگر دو میاں بیوی قانون کے مطابق اسلام لے آئیں تو کیا اس مجوزہ قانون کا یہ مطلب نہیں ہوگا کہ ان کے بچے اٹھارہ سال کی عمر کو پہنچنے تک غیر مسلم ہی تصور کئے جائیں گے؟ مولانا سیّد کفیل شاہ بخاری

نے کہا کہ اب تو وفاقی وزیر مذہبی امور نور الحق قادری نے بھی اپنے ایک حالیہ بیان میں ہمارے اس موقف کی تائید کر دی ہے کہ تبدیلی مذہب کے لئے عمر کی قید نہیں رکھی جا سکتی۔ لہٰذا اب حکومت کو بھی اپنے موقف میں تبدیلی لانے کی ضرورت ہے۔ مولانا سیّد محمد کفیل شاہ بخاری نے اس موقع پر کئی سابق قادیانی اور سابق ہندو نومسلم افراد کو بھی میڈیا کے سامنے پیش کیا اور کہا کہ یہ نومسلمین جبراً اسلام قبول کرائے جانے والے جھوٹے پروپیگنڈے کا حقیقی جواب ہیں کہ ان افراد نے عقل وشعور اور اپنے دل ودماغ کے فیصلہ کے بعد ہی بلا جبر اسلام قبول کیا۔ مولانا سیّد کفیل شاہ بخاری نے کہا کہ ہم سمجھتے ہیں کہ جھوٹ اور بدنیتی پر مبنی تبدیلی مذہب بل قادیانیوں کی خوشنودی اور فتنہ قادیانیت کے فروغ کا سبب بنے گا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں مرتد کی سزا، نافذ کر کے فتنوں کا دروازہ عملاً بند کیا جائے۔ مولانا کفیل بخاری نے واضح کیا کہ پاکستان ایک اسلامی نظریاتی ملک ہے۔ اسلام ہی ہمارے وطن کی شناخت اور پہچان ہے۔ ہم اس ملک کی شناخت کو دھندلانے اور اسلام کے تشخص کو مٹانے کی ہر سازش کو ناکام بنا دیں گے اور ایسے تمام غیر آئینی ہتھکنڈوں اور اسلام سے متصادم قانون سازی کی پوری قوت سے مزاحمت کریں گے۔ ہم تبدیلی مذہب بل کو مسترد کرتے ہیں اور آج سے مجوزہ قانون کے متعلق بھرپور عوامی آگاہی مہم شروع کا اعلان کرتے ہیں۔ ہم اس سلسلے میں ارکان پارلیمنٹ، متعلقہ وزراء، حکام اور سیاسی جماعتوں کے قائدین سے بھی ملاقاتیں کریں گے اور انہیں اپنی ذمہ داری کا احساس دلائیں گے کہ وہ اپنے حلف اور منصب کی پاسداری کریں اور آئین پاکستان اور اسلام کے تحفظ کو یقینی بنائیں۔ مولانا سیّد کفیل بخاری نے بتایا کہ بل کے حوالہ سے مشترکہ لائحہ عمل طے کرنے کے لئے ان کی جمعیت علمائے اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن اور صاحبزادہ مولانا عزیز احمد (کندیاں شریف) سے ابتدائی مشاورت ہو چکی ہے اور بہت جلد مزید سیاسی اور مذہبی قائدین سے ملاقات اور باہمی مشاورت کے بعد باقاعدہ تحریک کا آغاز کیا جائے گا۔'' (روزنامہ امت کراچی، ۱۷؍ ستمبر ۲۰۲۱ء)

دوسری طرف حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم نے اس بل کے بارہ میں فرمایا ہے:

''پشاور (نمائندہ ایکسپریس، مانیٹرنگ ڈیسک) جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن نے کہا ہے کہ جو قانون دیگر حکومتیں ختم نہ کر سکیں وہ موجودہ حکومت خصوصی ایجنڈے کے تحت ختم کرنے کے لئے اقدامات کر رہی ہے۔ اسمبلی سے غیر اسلامی قوانین منظور کرنے کے لئے دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔ ہم اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے استعماری قوتوں کے زرخرید ایجنٹوں کے خلاف اپنی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں۔ پشاور میں جمعیت علماء اسلام (ف) کے اجلاس سے خطاب میں انہوں نے مزید کہا کہ موجودہ حکومت کو چوری کے الیکشن سے لایا گیا اور مخصوص ایجنڈے پر عمل کرایا جا رہا ہے۔ سلیکٹڈ حکمرانوں نے غریب عوام سے جینے کا حق چھین لیا۔ موجودہ حکومت کے خلاف جو کچھ ماضی میں کہا تھا آج لفظ بہ لفظ صحیح ثابت ہو رہا ہے۔ اسلامی تہذیب کو ختم کر کے مغربی تہذیب مسلط کرنے کے لئے فحاشی اور عریانی کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ گھریلو تشدد کا بل، مدارس کے خلاف سازشیں اور کم عمری میں اسلام قبول کرنے پر پابندی موجودہ حکومت کے ایجنڈے میں شامل ہیں.......'' (روزنامہ ایکسپریس کراچی، ۱۴؍ اکتوبر ۲۰۲۱ء)

اللہ تعالیٰ ہماری مقتدر قوتوں کو اسلام اور نظریۂ پاکستان کے مطابق صحیح فیصلے کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور بیرونی قوتوں کی سازشوں اور مکاریوں سے ہمارے ملک اور اداروں کو محفوظ فرمائے اور ملک کو کسی نئے نظریاتی گرداب میں دھکیلنے سے ملک دشمنوں اور ان کے ایجنٹوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیّدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

سیرتِ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اجمالی سیر!

قطب الارشاد حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی قدس سرہ

حلیہ مبارک:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال مبارک کو کماحقہ تعبیر کردینا، یہ ناممکن ہے، نورِ مجسم کی تصویر کشی قابو سے باہر ہے، لیکن اپنی ہمت اور وسعت کے موافق حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے اس کو ضبط فرمایا، جس کا کچھ بیان یہ ہے:

علامہ قرطبیؒ کہتے ہیں کہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا جمال ظاہر نہیں کیا گیا، ورنہ آدمی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے کی طاقت نہ رکھتے:

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

تاہم حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا امت پر نہایت ہی بڑا احسان ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمالاتِ معنوی یعنی علوم و معارف کے ساتھ ساتھ کمالاتِ ظاہری حسن و جمال کی بھی تبلیغ فرمائی، کیونکہ نامراد عاشق جب وصال سے محروم ہوتا ہے تو محبوب کے گھربار، خط و خال کو یاد کرکے اپنے آپ کو تسلی دیا کرتا ہے اور محبوب کی عادات وحالات سے دل بہلاتا ہے۔

امام ترمذیؒ نے اس باب میں چودہ احادیث ذکر فرمائی ہیں، اکثر کا خلاصہ یہ ہے کہ:

”حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت لمبے تھے، نہ پست قد بلکہ آپ کا قدر مبارک درمیانہ تھا اور رنگ کے اعتبار سے نہ بالکل سفید تھے دودھ کی طرح، نہ بالکل گندم گوں کہ سانولا پن آجائے، بلکہ چودھویں رات کے چاند سے زیادہ روشن، پُرنور اور کچھ ملاحت لئے ہوئے تھے، حضور علیہ السلام کے بال نہ بالکل سیدھے تھے، نہ بالکل پیچ دار بلکہ ہلکی سی پیچیدگی اور گھونگریالا پن تھا، کبھی آپ کے سر کے بال مونڈھوں تک، کبھی کان کی لوتک اور کبھی اس کے درمیان تک ہوتے تھے، نہ آپ موٹے بدن کے تھے، نہ گول چہرے کے، البتہ تھوڑی سی گولائی آپ کے چہرہ میں تھی یعنی چہرۂ انور نہ بالکل لانبا، بلکہ دونوں کے درمیان تھا، آپ کا رنگ سفید سرخی مائل تھا، آپ کی آنکھیں نہایت سیاہ تھیں، پلکیں دراز اور پیشانی کشادہ تھی، آپ کے ابرو خم دار، باریک اور گنجان تھے، دونوں ابرو جدا جدا تھے، ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہیں تھے، ان دونوں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت ابھر آتی تھی، آپ کی ناک بلندی مائل تھی اور اس پر چمک اور نور تھا، ابتداً دیکھنے والا آپ کو بڑی ناک والا سمجھتا، لیکن غور سے دیکھنے سے معلوم ہوتا کہ حسن و چمک کی وجہ سے بلند معلوم ہوتی ہے، ورنہ فی نفسہٖ زیادہ بلند نہیں تھی۔ آپ کا دہن مبارک اعتدال کے ساتھ فراخ تھا یعنی منہ تنگ نہ تھا اور بعض کے نزدیک فراخ منہ کنایہ ہے فصاحت سے یعنی فصیح تھے، آپ کے دانت مبارک باریک و آبدار تھے اور ان میں سے سامنے کے دانتوں میں ذرا فصل بھی تھا، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کلام فرماتے تو ایک نور سا ظاہر ہوتا جو دانتوں کے درمیان سے نکلتا تھا، آپ کی داڑھی مبارک بھرپور اور گنجان بالوں والی تھی، آپ کی گردن مبارک ایسی خوبصورت اور باریک تھی جیسا کہ مورتی کی گردن صاف تراشی ہوئی ہوتی ہے اور رنگ میں چاندی جیسی صاف اور خوبصورت تھی، آپ کے سب اعضاء نہایت معتدل اور پُرگوشت تھے، گٹھے ہوئے بدن کے تھے، پیٹ اور سینہ ہموار تھا، لیکن سینہ فراخ اور چوڑا تھا، ناف اور سینہ کے درمیان ایک لکیر کی طرح سے بالوں کی باریک دھاری تھی، اس لکیر کے علاوہ چھاتی اور پیٹ بالوں سے خالی تھا، البتہ دونوں کندھوں اور سینہ کے بالائی حصے پر کسی قدر بال تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کلائیاں دراز تھیں، ہتھیلیاں اور دونوں قدم گداز، پُرگوشت تھے اور ایڑی پتلی تھی، ہاتھ پاؤں کی انگلیاں تناسب کے ساتھ لانبی تھیں، آپ کے تلوے قدرے گہرے تھے

اورقدم ہموار تھے کہ پانی ان کے صاف ستھرا ہونے اور ان کی ملائمت کی وجہ سے ان پر ٹھہرتا نہیں تھا بلکہ فوراً ڈھل جاتا تھا اور جب تشریف لے چلتے تو قدموں کو قوت سے اٹھاتے گویا کہ پستی کی طرف چل رہے ہیں، جب آپ کسی کی طرف توجہ فرماتے تو پورے بدن کے ساتھ توجہ فرماتے یعنی یہ کہ صرف گردن پھیر کر کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے، شاید اس لئے کہ یہ متکبرانہ وضع ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک بھی مناسب طور پر بڑا تھا اور اعضاء کے جوڑ کی ہڈیاں بھی بڑی تھیں، آپ کا وقار اس قدر زیادہ تھا کہ پہلی نظر میں دیکھنے والا رعب کی وجہ سے ہیبت میں آجاتا تھا، البتہ جو شخص پہچان کر میل جول کرتا تھا، وہ آپ کے اخلاق کریمہ واوصاف جمیلہ سے گھائل ہو کر آپ کو محبوب بنالیتا تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے کہ: میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نہ حضور سے پہلے دیکھا نہ بعد میں۔“

فائدہ: اس جیسی عبارت میں اکثر مبالغہ ہوتا ہے مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف میں مبالغہ نہیں، اس لئے کہ وہاں حسن و جمال ہی تعبیر سے باہر ہے۔ آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان مہر نبوت تھی جو سرخ رسولی جیسی تھی اور مقدار میں کبوتر کے انڈے جیسی تھی وغیرہ ذالک من الصفات۔

مہر نبوت:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک پر مہر نبوت ولادت ہی کے وقت سے تھی، جیسا کہ فتح الباری نے بواسطہ یعقوب بن حسن، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے نقل کیا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات میں جب بعض صحابہ کرامؓ کو شک ہوا تو حضرت اسماءؓ نے مہر نبوت کے نہ ہونے سے وصال پر استدلال کیا، اس وقت وہ نہ رہی تھی، چنانچہ مناوی نے اس قصہ کو مفصل نقل کیا ہے، اس میں اختلاف ہے کہ اس مہر نبوت پر کچھ لکھا ہوا تھا یا نہیں؟ ابن حبانؒ وغیرہ نے اس کی تصحیح کی ہے کہ اس پر ”محمد رسول اللہ“ لکھا ہوا تھا اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پر ”سر فانت منصور“ لکھا ہوا تھا، بعض اکابر کی رائے یہ ہے کہ یہ روایات ثبوت کے درجہ کو نہیں پہنچتیں۔ اس باب میں امام ترمذیؒ نے شمائل ترمذی میں آٹھ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں، من جملہ اس کے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

”میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کو آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان دیکھا جو سرخ رسولی جیسی تھی اور مقدار میں کبوتر کے انڈے جیسی تھی۔“

(شمائل ترمذی، ص:۳)

سر مبارک کے بال:

حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کی مقدار میں مختلف روایات وارد ہوئی ہیں، کسی روایت میں یہ ہے کہ نصف کانوں تک تھے اور کسی روایت میں یہ ہے کہ کانوں کے نیچے اور مونڈھوں کے اوپر تھے اور بعض روایت میں یہ ہے کہ مونڈھوں پر تھے، اس میں کوئی اختلاف نہیں، اس لئے کہ بال بڑھنے والی چیز ہیں، ایک وقت میں کان کی لو تک تھے اور ایک وقت میں ذرا زائد اور دوسرے وقت میں مونڈھوں تک تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر منڈانا چند مرتبہ ثابت ہے تو جس نے قریب کا زمانہ نقل کیا، اس نے چھوٹے بال نقل کئے ہیں اور جیسے جیسے کسی نے دیکھا، ویسے نقل کیا ہے، امام ترمذی نے شمائل میں آٹھ حدیثیں نقل کی ہیں، من جملہ ان کے ایک حدیث یہ ہے:

”حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال نصف کانوں تک تھے۔“

(شمائل ترمذی، ص:۳)

اور دوسری حدیث یہ ہے:

”حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کیسے تھے؟ انہوں نے فرمایا: نہ بالکل پیچیدہ، نہ بالکل کھلے ہوئے، بلکہ تھوڑی سی پیچیدگی اور گھونگریالا پن لئے ہوئے تھے جو کانوں کی لو تک پہنچتے تھے۔“ (شمائل ترمذی، ص:۴)

بالوں میں کنگھا کرنا:

امام ترمذی نے شمائل میں پانچ احادیث نقل فرمائی ہیں، من جملہ ان کے ایک یہ ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ:

”میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں کنگھا کرتی تھی، حالانکہ میں حائضہ تھی۔“ (شمائل ترمذی، ص:۴)

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حائضہ کو حالتِ حیض میں مرد کی خدمت کرنا جائز ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سرمبارک پر اکثر تیل کا استعمال فرماتے تھے اور اپنی داڑھی مبارک میں اکثر کنگھی کیا کرتے تھے اور اپنے سرمبارک پر ایک کپڑا ڈال لیا کرتے تھے جو تیل کے کثرتِ استعمال سے ایسا ہوتا تھا جیسے تیلی کا کپڑا ہو۔"

(شمائل ترمذی، ص:۴)

فائدہ: تیل سے کپڑے میلے ہوجاتے ہیں جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظافت کے خلاف ہے، اس لئے اس کی حفاظت کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک کپڑا ڈال لیتے تھے تاکہ عمامہ وغیرہ خراب نہ ہو۔

سرمہ لگانا:

آنکھ میں سرمہ ڈالنا (لگانا) مستحب ہے، آدمی کو چاہے کہ ثواب کی نیت سے سرمہ لگائے کہ اس میں آنکھوں کو فائدہ پہنچنے کے علاوہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے ثابت بھی ہے۔ اس بارے میں شمائل میں پانچ احادیث وارد ہوئی ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اثمد کا سرمہ آنکھوں میں ڈالا (لگایا) کرو، اس لئے کہ وہ آنکھ کی روشنی کو بھی تیز کرتا ہے اور پلکیں بھی زیادہ اگاتا ہے۔"

(شمائل ترمذی، ص:۵)

حضرت ابن عباسؓ یہ بھی فرماتے ہیں کہ:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سرمہ دانی تھی جس میں سے تین سلائی ہر رات آنکھوں میں ڈالا (لگایا) کرتے تھے۔" (شمائل ترمذی، ص:۵)

فائدہ: اثمد ایک خاص سرمہ کا نام ہے، جو سیاہ سرخی مائل ہوتا ہے اور بلادِ مشرقیہ میں پیدا ہوتا ہے۔ بعض اکابر اس سے سرمہ اصفہانی مراد لیتے ہیں۔

سلائی کے بارے میں مختلف روایات ہیں، بعض روایات میں دونوں آنکھوں میں تین، تین سلائی وارد ہوئی ہیں اور بعض میں دائیں آنکھ میں تین اور بائیں میں دو آئی ہیں، یہ مختلف اوقات پر محمول ہیں کہ بعض وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے تھے اور بعض وقت ویسا۔

حضور نبی کریم ﷺ کا لباس:

علماء کرام فرماتے ہیں کہ آدمی کا ایک لباس واجب ہوتا ہے اور وہ اتنی مقدار ہے کہ جس سے سترعورت کیا جائے۔

مستحب لباس: اور وہ یہ ہے کہ جس کی شریعت میں ترغیب آئی ہے، جیسے عمدہ کپڑا اعید کے لئے اور سفید کپڑا جمعہ کے لئے۔

حرام لباس: اور وہ ایسا لباس ہے کہ جس کے پہننے کی شریعت میں ممانعت آئی ہے، جیسے مرد کے لئے ریشمی کپڑا بلاعذر پہننا۔

مکروہ لباس: اور وہ ایسا لباس ہے کہ جس کے نہ پہننے کی ترغیب آئی ہو جیسے غنی کے لئے ہمیشہ پھٹے پرانے کپڑے پہننا۔

مباح لباس: وہ ہے جو کہ حسب عادت و رواج قومی پہنا جائے اس باب میں سولہ احادیث شمائل میں مذکور ہیں، ان میں سے بعض یہ ہیں:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے:

"حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم سب کپڑوں میں کرتہ کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔"

(شمائل ترمذی، ص:۵)

شاید اس لئے کہ اس میں ستر بھی زیادہ ہے اور تجمل و زینت بھی اچھی ہے، اور ایک حدیث میں ہے کہ: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یمنی منقش چادر کپڑوں میں زیادہ پسند تھی۔" (شمائل ترمذی، ص:۶)

ان دو احادیث میں تطبیق یہ ہے کہ یمنی منقش چادر بھی پسند تھی اور کرتہ بھی پسند تھا اور اوڑھنے کے کپڑوں میں چادر زیادہ پسند تھی۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کوئی کپڑا پہنتے تو اظہار مسرت کے طور پر اس کا نام لیتے مثلاً اللہ تعالیٰ نے یہ کرتہ مرحمت فرمایا، ایسے ہی چادر وغیرہ، پھر یہ دعا پڑھتے:

"اللّٰھم لک الحمد کما کسوتنیہ اسئلک خیرہ وخیر ما صنع لہ واعوذبک من شرہ وشرما صنع لہ۔" (شمائل ترمذی، ص:۶)

ترجمہ: "یااللہ! آپ کے لئے سب تعریفیں ہیں اور اس کپڑے کے پہنانے پر آپ ہی کا شکر ہے، یا اللہ! آپ ہی سے کپڑے کی بھلائی چاہتا ہوں اور خوبی چاہتا ہوں جس کے لئے یہ کپڑا بنایا گیا ہے اور آپ ہی سے اس کپڑے کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور ان چیزوں کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے۔"

فائدہ: لباس فاخرہ بہ نیت حمد و شکر پہننا درست ہے اور تکبر، خود پسندی اور شہرت کی بنا پر ناجائز و ممنوع ہے اور بعض صوفیہ نے جو شکستگی کی حالت کو اختیار کیا ہے، وہ اس لئے کہ یہ شکستگی تواضع کی طرف لے جانے والی ہے اور تکبر کو دور

کرنے والی ہے، لیکن یہ ضرور ہے کہ اس شکستگی کو کمال کا جال بنا کر لوگوں کو دھوکے میں نہ ڈالے، ورنہ یہ شکستگی ممنوع وحرام ہے۔

آپ ﷺ کی روٹی اور کھانے کا تذکرہ:

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھا کرتے تھے اور کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھونے سے پہلے اپنی انگلیاں تین مرتبہ چاٹ لیا کرتے تھے۔ (کذافی شمائل ترمذی)

وہ انگلیاں انگوٹھا، شہادت کی انگلی اور درمیان والی انگلی ہیں اور بعض روایات میں پانچ انگلیاں بھی آئی ہیں، اور آپ ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتے تھے۔ (کذا رواہ ابوحنیفہؒ)

اور ایک روایت میں ٹیک لگا کر کھجوروں کا کھانا آیا ہے، مگر وہ عذر کی وجہ سے ہے، کذا رواہ انس بن مالکؓ۔ (کذافی ترجمہ شمائل ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل وعیال نے مسلسل دو دن کبھی جو کی روٹی سے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔''

یعنی کھجوروں سے اگرچہ پیٹ بھرنے کی نوبت آئی ہو، لیکن روٹی سے کبھی یہ نوبت نہیں آئی۔ مگر اس پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ روایات سے ثابت ہے کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیبیوں کو ایک سال کا خرچ مرحمت فرمادیا کرتے تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو ذخیرہ نفقہ حوالہ فرمادیا کرتے تھے، لیکن ازواج مطہراتؓ شوق ثواب میں سب صدقہ فرمادیتی تھیں، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ سال بھر کا خرچ اس حساب سے ہو کہ مسلسل دو دن کی روٹی کا حساب نہ بیٹھتا ہو۔ (کذافی ترجمہ شمائل ترمذی)

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین میں اگرچہ بعض اہل ثروت تھے، لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غایت اخفا (چھپانے) اور تحرز عن السؤال (سوال سے بچنے) کی وجہ سے ان کو علم نہیں ہوتا تھا، ایسے ہی آپ کے اہل وعیال بھی اخفا کرتے تھے: ''کار پاکاں را قیاس از خود مگیر۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی میز پر کھانا تناول نہیں فرمایا، نہ چھوٹی پیالی اور طشتریوں میں نوش فرمایا، نہ آپ کے لئے کبھی چپاتی پکائی گئی۔''

(شمائل ترمذی،ص:۱۱)

یونسؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت قتادہؓ سے پوچھا کہ پھر کھانا کس چیز پر رکھ کر نوش فرماتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ چمڑے کے دسترخوانوں پر۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ: ''سرکہ بھی کیا اچھا سالن ہے، اس لحاظ سے کہ اس میں دقت ومحنت کم ہوتی ہے اور روٹی بے تکلف کھائی جاتی ہے۔'' (شمائل ترمذی،ص:۱۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کدو (لوکی)، جو کی روٹی اور گوشت کا شوربا مرغوب تھا۔ (یہ حدیث کا خلاصہ ہے)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مٹھائی اور شہد پسند تھا۔'' (شمائل ترمذی،ص:۱۱)

اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہلو کا گوشت بھنا ہوا پیش کیا گیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمایا اور پھر بلا وضو کئے نماز پڑھی۔'' (شمائل ترمذی،ص:۱۱)

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: ''ہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھنا ہوا گوشت، مسجد میں کھایا۔'' (شمائل ترمذی،ص:۱۱)

فائدہ: اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں کھانا پینا جائز ہے، بشرطیکہ ریزہ وغیرہ سے مسجد خراب نہ ہو، ورنہ مکروہ ہوگا اور ہمارے رواج اور دیہات وغیرہ میں لوگ رمضان میں مسجد میں کھاتے ہیں، جس سے مسجد ملوث ہوجاتی ہے، پھر کتے آکر اسے چاٹتے ہیں، پھر ایسی چٹائی پر دھوئے بغیر نماز پڑھی جاتی ہے، نمازیں برباد ہوتی ہیں لہٰذا مسجد میں نہ کھایا جائے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عائشہ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر۔''

فائدہ: اس حدیث سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت تمام کھانوں پر بھی نکلتی ہے (ثرید، شوربے میں بھیگے ہوئے روٹی کے ٹکڑے کو، جو تمام خود نگل جاتے ہیں، کہتے ہیں)۔

آپ ﷺ کا کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونا:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''میں نے تورات میں پڑھا کہ کھانے سے فراغت کے بعد وضو (یعنی ہاتھ کا دھونا) برکت کا سبب ہے، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مضمون عرض کیا تو حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد وضو (یعنی ہاتھ دھونا) برکت کا سبب ہے۔''

(جاری ہے)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

۶۳ سالہ حیاتِ طیبہ پر ایک نظر!

مولانا عبدالرزاق القاسمی، امروہہ

امام الانبیاء حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش یتیمی کی حالت میں واقعۂ فیل کے تقریباً پچاس دن بعد، مشہور قول کے مطابق ۱۲/ ربیع الاوّل مطابق ۲۰/ اپریل ۵۷۱ء بروز پیر موسم بہار میں ہوئی۔ آپ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کا نام محمد اور والدہ نے خواب میں ایک فرشتے سے بشارت پاکر احمد رکھا۔ آپ کی والدہ حضرت آمنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین دن تک اپنا دودھ پلایا، اس کے بعد آپ کے چچا ابولہب کی باندی ثوبیہ نے آپ کو چند دن دودھ پلایا، پھر حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دو سال پورے ہونے تک آپ کو دودھ پلایا، دو سال پورے ہونے پر آپ کا دودھ چھڑا دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چھ سال تھی کہ آپ کی والدہ کا انتقال ہوگیا، اور جب آپ کی عمر آٹھ سال ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب بھی دنیا سے پردہ فرما گئے۔

ملک شام کا سفر اور بحیرہ راہب سے ملاقات:

بارہ سال دو ماہ کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب کی ہمراہی میں تجارت کی غرض سے ملک شام کی طرف پہلا سفر کیا۔ راستے میں یہودیوں کے ایک بڑے عالم بحیرہ راہب سے ملاقات کے بعد ابوطالب نے آپ کو واپس مکہ بھیج دیا، ۱۵ سال سات ماہ کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قبیلہ قریش اور ایک دوسرے قبیلہ قیس کے درمیان ہونے والی جنگ (حرب الفجار) میں حصہ لیا، لیکن اس لڑائی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی پر ہاتھ نہ اٹھایا، اس جنگ کے بعد عرب کے چند قبائل نے ان جنگوں سے تنگ آکر یہ معاہدہ کیا کہ آئندہ قبائلی عصبیت سے بالاتر ہوکر صرف مظلوم کی مدد کی جائے گی، اس معاہدے کو "حلف الفضول" کہتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پسند فرماتے ہوئے اس میں شرکت فرمائی، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۱۵ سال آٹھ ماہ تھی۔ ۲۳ سال کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامان کو تجارت کی غرض سے ملک شام لے کر گئے اور اس میں خوب نفع کما کر واپس ہوئے۔

حضرت خدیجہؓ سے نکاح اور اولاد:

پچیس سال دو ماہ کی عمر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ہوا، حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بیٹے اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں، آپ کی اولاد میں حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش سب سے پہلے ہوئی، یہ پاؤں پر چلنا سیکھ رہے تھے کہ ان کی وفات ہوگئی۔ دوسرے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، انہی کا لقب طیب وطاہر ہے، پیدائش کے کچھ عرصہ بعد ان کا بھی انتقال ہوگیا، ان کی ولادت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے کے بعد ہوئی۔

جب آپ کی عمر ۳۰ سال ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آپ کی بڑی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پیدائش ہوئی، ان کا نکاح مکہ میں ہی ان کے خالہ زاد بھائی ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے ہوا، جب آپ کی عمر ۳۳ سال ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پیدائش ہوئی، جن کا نکاح مکہ میں ہی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ سے ہوا، آپ کی تیسری بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں، جن کا نکاح مدینہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد ۳ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا تھا۔ نبوت ملنے کے بعد جب آپ کی عمر ۴۱ سال تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چوتھی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پیدائش ہوئی، ان کا نکاح مدینہ میں غزوۂ بدر کے بعد ذوالحجہ سنہ ۲ھ میں ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک تیسرے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، سترہ ماہ کی عمر پاکر ۱۰ھ میں ان کی وفات ہوگئی۔

پھر اسی سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ صفر کی ستائیسویں شب کو مکہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لیا اور روانہ ہوکر غار ثور پہنچے اور اس غار میں تین راتیں قیام کرنے کے بعد یکم ربیع الاوّل ایک ہجری (وہ زمانہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کی طرف ہجرت سے شروع ہوا) بروز پیر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تقریباً باون سال گیارہ ماہ انیس دن تھی، مدینہ طیبہ روانہ ہوگئے، سات دن کے سفر کے بعد ۸/ ربیع الاوّل سنہ ۱ھ مطابق ۲۳/ ستمبر ۶۲۲ء بروز پیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے علاقے قبا پہنچے اور یہاں مسجد قبا کی بنیاد رکھی۔ ۱۲/ ربیع الاوّل بروز جمعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبا سے سوار ہوکر بنی سالم کے گھروں تک پہنچے تھے کہ جمعہ کا وقت ہوگیا، یہاں تقریباً سو آدمیوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کا پہلا جمعہ پڑھایا۔ جمعہ سے فارغ ہوکر آپ یہاں سے روانہ ہوئے، جہاں اب مسجد نبوی ہے اس سے متصل حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر تھا، یہاں آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی رک گئی، پھر آپ نے مستقل یہیں قیام فرمایا۔

ازواجِ مطہراتؓ کے حجروں کی تعمیر:

مدینہ میں قیام کے بعد ماہ ربیع الاوّل میں ہی سب سے پہلے آپ نے مسجد نبوی اور ازواج مطہرات حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے گھر تعمیر کرائے۔ جب مسجد نبوی کی تعمیر تقریباً مکمل ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلایا اور مکہ سے ہجرت کرکے آنے والے ۴۵ مہاجرین اور ان انصار مدینہ کے مابین مواخات قائم کرتے ہوئے ایک انصاری اور ایک مہاجر کو بلاکر فرماتے گئے کہ یہ اور تم بھائی بھائی ہو، اور پھر آپ نے اسی سال اسلام کا پہلا مدرسہ صفہ قائم فرمایا۔ صفہ سائبان کو کہتے ہیں، یہ سائبان مسجد نبوی کے ایک کنارے پر مسجد سے ملا ہوا تیار کیا گیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو دن بھر آپ سے احادیث سنتے تھے، رات کو یہیں آرام فرماتے۔

اسی سال آپ نے ایک منشور تیار کیا جس میں مہاجرین وانصار کے علاوہ ان یہود ومشرکین کو بھی شامل کیا گیا جو اس وقت مدینہ میں آباد تھے، جس کا مقصد بلا امتیاز مذہب وقوم کے اندرونی و بیرونی خطرات سے نمٹنے کے لئے ایک اتحادی عمل کی ترویج تھی، اس معاہدہ کو میثاق مدینہ کہا جاتا ہے، اسی سال ماہ شوال میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی (جن کا نکاح آپ سے پہلے ہوچکا تھا) رخصتی ہوئی۔ اس سال آپ نے دو سرایے روانہ فرمائے، سریہ جہاد کے اس دستے کو کہا جاتا ہے جس میں آپ نے خود شرکت نہ فرمائی ہو، بلکہ اپنے کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس دستے کا امیر مقرر کرکے روانہ فرمایا ہو، خواہ جنگ کی نوبت آئی ہو یا نہیں، نیز یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ دستہ جنگ ہی کی نیت سے روانہ کیا گیا ہو۔

غزوات اور دعوتی خطوط:

۲ھ میں پانچ غزوات ہوئے، غزوہ اس چھوٹے یا بڑے لشکر کو کہتے ہیں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس شریک ہوئے ہوں، خواہ اس سفر میں جنگ کی نوبت آئی ہو یا نہ آئی ہو اور خواہ اس لشکر کے پیش نظر جنگ کے علاوہ کوئی اور مقصد ہو، غزوہ ودان، غزوہ بواط، غزوہ بدر کبریٰ، غزوہ بنی قینقاع، غزوہ سوید۔ اس سال کے غزوات میں سب سے اہم غزوۂ بدر ہے جو رمضان المبارک کی ۱۷ تاریخ کو بدر کے مقام پر (جو مدینہ سے ۸۰ میل دور ہے) وقوع پذیر ہوا۔ اب تک مسلمان بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش پر پندرہ شعبان ۲ھ نماز ظہر کے دوران اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کی طرف مسلمانوں کو منہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم فرمایا۔ اسی سال یکم رمضان المبارک کو روزے فرض کیے گئے اور آپ نے یکم شوال کو نماز عیدالفطر پڑھائی اور خطبہ عیدالفطر میں لوگوں کو صدقۃ الفطر کا حکم دیا۔

۳ھ میں تین غزوات ہوئے: غزوۂ غطفان، غزوۂ احد، غزوہ حمرۃ الاسد اور دو سریئے روانہ ہوئے، غزوۂ احد اس سال کا سب سے اہم غزوہ ہے جو ماہ شوال میں وقوع پذیر ہوا۔ ماہ شعبان میں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے نکاح میں آئیں اور اسی سال ماہ رمضان میں حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی آپ کی منکوحہ بنیں۔ کعب بن اشرف یہودی کا خاتمہ، سود خوری کی حرمت کا ابتدائی حکم، شراب کی ابتدائی حرمت کا حکم، یتیموں اور زوجین کے حقوق سمیت وراثت کے مفصل قوانین کا نزول بھی اسی سال ہوا۔ ۴ھ میں دو غزوات پیش آئے: غزوۂ بنی نضیر، غزوۂ بدر صغریٰ اور چار سریئے روانہ کیے گئے۔ اس سال کے اوائل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (جو صرف چار ماہ قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئی تھیں) انتقال فرماگئیں۔ یکم ذی القعدہ بروز جمعہ کو پردے کا حکم نازل ہوا، شراب کی قطعی حرمت کا حکم بھی اسی سال دیا گیا۔

پھر اسی سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ صفر کی ستائیسویں شب کو مکہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لیا اور روانہ ہوکر غارِ ثور پہنچے اور اس غار میں تین راتیں قیام کرنے کے بعد یکم ربیع الاوّل ایک ہجری (وہ زمانہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کی طرف ہجرت سے شروع ہوا) بروز پیر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تقریباً باون سال گیارہ ماہ انیس دن تھی، مدینہ طیبہ روانہ ہوگئے، سات دن کے سفر کے بعد ۸/ ربیع الاوّل سنہ ۱ھ مطابق ۲۳/ ستمبر ۶۲۲ء بروز پیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے علاقے قبا پہنچے اور یہاں مسجد قبا کی بنیاد رکھی۔ ۱۲/ ربیع الاوّل بروز جمعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبا سے سوار ہوکر بنی سالم کے گھروں تک پہنچے تھے کہ جمعہ کا وقت ہوگیا، یہاں تقریباً سو آدمیوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کا پہلا جمعہ پڑھایا۔ جمعہ سے فارغ ہوکر آپ یہاں سے روانہ ہوئے، جہاں اب مسجد نبوی ہے اس سے متصل حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر تھا، یہاں آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی رک گئی، پھر آپ نے مستقل یہیں قیام فرمایا۔

ازواجِ مطہراتؓ کے حجروں کی تعمیر:

مدینہ میں قیام کے بعد ماہ ربیع الاوّل میں ہی سب سے پہلے آپ نے مسجد نبوی اور ازواج مطہرات حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے گھر تعمیر کرائے۔ جب مسجد نبوی کی تعمیر تقریباً مکمل ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلایا اور مکہ سے ہجرت کرکے آنے والے ۴۵ مہاجرین اور ان انصار مدینہ کے مابین مواخات قائم کرتے ہوئے ایک انصاری اور ایک مہاجر کو بلاکر فرماتے گئے کہ یہ اور تم بھائی بھائی ہو، اور پھر آپ نے اسی سال اسلام کا پہلا مدرسہ صفہ قائم فرمایا۔ صفہ سائبان کو کہتے ہیں، یہ سائبان مسجد نبوی کے ایک کنارے پر مسجد سے ملا ہوا تیار کیا گیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو دن بھر آپ سے احادیث سنتے تھے، رات کو یہیں آرام فرماتے۔

اسی سال آپ نے ایک منشور تیار کیا جس میں مہاجرین وانصار کے علاوہ ان یہود ومشرکین کو بھی شامل کیا گیا جو اس وقت مدینہ میں آباد تھے، جس کا مقصد بلا امتیاز مذہب وقوم کے اندرونی و بیرونی خطرات سے نمٹنے کے لئے ایک اتحادی عمل کی ترویج تھی، اس معاہدہ کو میثاق مدینہ کہا جاتا ہے، اسی سال ماہ شوال میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی (جن کا نکاح آپ سے پہلے ہوچکا تھا) رخصتی ہوئی۔ اس سال آپ نے دو سرائے روانہ فرمائے، سریہ جہاد کے اس دستے کو کہا جاتا ہے جس میں آپ نے خود شرکت نہ فرمائی ہو، بلکہ اپنے کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس دستے کا امیر مقرر کرکے روانہ فرمایا ہو، خواہ جنگ کی نوبت آئی ہو یا نہیں، نیز یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ دستہ جنگ ہی کی نیت سے روانہ کیا گیا ہو۔

غزوات اور دعوتی خطوط:

۲ھ میں پانچ غزوات ہوئے، غزوہ اس چھوٹے یا بڑے لشکر کو کہتے ہیں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس شریک ہوئے ہوں، خواہ اس سفر میں جنگ کی نوبت آئی ہو یا نہ آئی ہو اور خواہ اس لشکر کے پیش نظر جنگ کے علاوہ کوئی اور مقصد ہو، غزوہ ودان، غزوہ بواط، غزوہ بدر کبریٰ، غزوہ بنی قینقاع، غزوہ سوید۔ اس سال کے غزوات میں سب سے اہم غزوۂ بدر ہے جو رمضان المبارک کی ۱۷/ تاریخ کو بدر کے مقام پر (جو مدینہ سے ۸۰ میل دور ہے) وقوع پذیر ہوا۔ اب تک مسلمان بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش پر پندرہ شعبان ۲ھ نماز ظہر کے دوران اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کی طرف مسلمانوں کو منہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم فرمایا۔ اسی سال یکم رمضان المبارک کو روزے فرض کیے گئے اور آپ نے یکم شوال کو نماز عیدالفطر پڑھائی اور خطبہ عیدالفطر میں لوگوں کو صدقۃ الفطر کا حکم دیا۔

۳ھ میں تین غزوات ہوئے: غزوۂ غطفان، غزوۂ احد، غزوہ حمرۃ الاسد اور دو سریئے روانہ ہوئے، غزوۂ احد اس سال کا سب سے اہم غزوہ ہے جو ماہ شوال میں وقوع پذیر ہوا۔ ماہ شعبان میں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے نکاح میں آئیں اور اسی سال ماہ رمضان میں حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی آپ کی منکوحہ بنیں۔ کعب بن اشرف یہودی کا خاتمہ، سود خوری کی حرمت کا ابتدائی حکم، شراب کی ابتدائی حرمت کا حکم، یتیموں اور زوجین کے حقوق سمیت وراثت کے مفصل قوانین کا نزول بھی اسی سال ہوا۔ ۴ھ میں دو غزوات پیش آئے: غزوۂ بنی نضیر، غزوۂ بدر صغریٰ اور چار سریئے روانہ کیے گئے۔ اس سال کے اوائل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (جو صرف چار ماہ قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئی تھیں) انتقال فرماگئیں۔ یکم ذی القعدہ بروز جمعہ کو پردے کا حکم نازل ہوا، شراب کی قطعی حرمت کا حکم بھی اسی سال دیا گیا۔

نیز حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسی سال ماہ جمادی الثانیہ میں آپ کے عقد میں آئیں۔

۵ھ میں چار غزوات ہوئے: غزوہ ذات الرقاع، غزوہ دومۃ الجندل، غزوہ مریسیع جس کو غزوہ بنو المصطلق بھی کہا جاتا ہے اور غزوۂ خندق جو زیادہ مشہور اور اہم ہے۔ غزوۂ بنو المصطلق سے واپسی پر تیمم کا حکم نازل ہوا، اسی سال ماہ شعبان میں حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں اور اسی سال حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ بھی آپ کی منکوحہ بنیں۔

۶ھ میں تین غزوات پیش آئے، غزوہ بنی الحیان، غزوہ غابہ جس کو ذی قرہ بھی کہا جاتا ہے، غزوہ حدیبیہ جس کو صلح حدیبیہ بھی کہا جاتا ہے اور گیارہ سریے بھی روانہ کیے گئے۔ اسی سال کے وسط میں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں اور اسی سال کے اواخر میں حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اسی سال مسلمان ہوئے اور نیز اس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں کو دعوتی خطوط لکھ کر اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ذریعے ان تک پہنچائے۔ آپ نے دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہرقل نامی بادشاہ روم کے پاس بھیجا، حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسریٰ خسرو پرویز کج کلاہ ایران کی طرف روانہ فرمایا اور حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ کو سلطان مصر و اسکندریہ (مقوقس) کی طرف بھیجا اور عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بادشاہان عمان یعنی جیفر اور عبداللہ کے پاس بھیجا۔

۷ھ میں صرف ایک غزوۂ خیبر ہوا اور پانچ سرایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمائے، غزوۂ خیبر کے بعد اس سال کے اوائل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا اور اسی سال کے آخر میں حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں، اسی سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمرہ کی جو صلح حدیبیہ میں چھوڑ دیا گیا تھا، قضاء فرمائی۔

۸ھ میں چار اہم غزوات پیش آئے۔ غزوۂ موتہ، فتح مکہ، غزوہ حنین، غزوہ طائف اور دس سرایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمائے، ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اب تک مسلمانوں کے دشمن تھے، اس سال اسلام لے آئے۔

۹ھ میں غزوۂ تبوک ہوا اور آپ نے تین سرایا روانہ کئے، غزوۂ تبوک سے واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کی مسجد ضرار (جس میں جمع ہوکر وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مشورہ کرتے تھے) کو آگ لگا دینے کا حکم دیا۔ اطراف عالم میں پھیلتی اسلام کی نشر و اشاعت سے متاثر ہوکر اس سال درج ذیل وفود قبول اسلام کی غرض سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوئے: وفد ثقیف، وفد بنی فزارہ، وفد بنی تمیم، وفد کندہ، وفد بنی عبدالقیس، وفد بنی حنیفہ، وفد بنی قحطان، وفد بنی الحارث، نیز اسی سال عیسائیوں کا ایک وفد جو ساٹھ افراد پر مشتمل تھا، جسے وفد نجران کہا جاتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ میں ملا، یہ لوگ جب ایمان نہ لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جزیہ ادا کرنے کا حکم دیتے ہوئے ان کے لئے ایک صلح نامہ تحریر فرمایا۔

۱۰ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف دو سریے روانہ فرمائے اور اسی سال ایک لاکھ سے زیادہ مسلمانوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع ادا فرمایا اور جو مسلمان اس سال حج میں نہیں تھے، ان کی تعداد اس سے کئی گنا زیادہ تھی۔

حیاتِ طیبہ کے آخری لمحات:

۱۱ھ میں سفر حج کے بعد ۲۶ صفر ۱۱ھ بروز پیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ جہاد روم کے لئے تیار فرمایا، جس میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے اکابر شامل تھے، مگر اس کے امیر حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقرر ہوئے، یہ وہ آخری لشکر تھا جس کا انتظام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا، ابھی یہ لشکر روانہ نہ ہوا تھا کہ ۲۸/صفر ۱۱ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخار شروع ہوگیا، جب آپ کا مرض طویل اور سخت ہوگیا تو ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اجازت لے کر آخری ایام مرض میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر رہنے لگے، رفتہ رفتہ مرض اتنا بڑھ گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد تک بھی تشریف نہ لاسکتے، ایسی صورت حال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہو کہ نماز پڑھائیں، تقریباً تیرہ دن متواتر یہ بخار رہا اور ۱۲/ربیع الاوّل بروز پیر بوقت چاشت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کو بلند فرمایا: زبانِ قدسی سے ”اللّٰھم الرفیق الاعلیٰ“ کہتے ہوئے جسمِ اطہر سے روح انور پرواز کرکے عالمِ قدس میں جا پہنچی، قمری سال کے مطابق اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۶۳ سال چار دن تھی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ☆☆

نوجوانوں کے لئے

نقشِ سیرت النبی ﷺ

مولانا حافظ فضل الرحیم اشرفی، مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور

”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس جوان نے کسی بوڑھے شخص کی اس کے بڑھاپے کی وجہ سے تعظیم وتکریم کی تو اللہ تعالیٰ اس کے بڑھاپے کے وقت ایسے شخص کو مقرر کرے گا جو اس کی تعظیم کرے گا۔“

(رواہ الترمذی)

زمانہ جوانی میں انسانی قوتیں بھی اپنے عروج پر ہوتی ہیں‘ سوچنے کی طاقت‘ عمل کی قوت‘ غصہ کی طاقت اور ہر قسم کی قوت پر اسے ناز بھی ہوتا ہے اس لئے جوانی میں انسان سرکشی کی طرف بھی زیادہ مائل ہوتا ہے لیکن اگر انسان زمانہ جوانی میں سنبھل جائے تو یہ واقعی ایک مثالی جوان ہوتا ہے غالباً اسی لئے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔

”در جوانی توبہ کردن شیوہ پیغمبری است“

جوانی میں پرہیز گاری کی زندگی گزارنا پیغمبروں کا طریقہ ہے اور واقعی بہت بڑا کمال ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور بہت سے کمالات میں سے ایک کمال اللہ تعالیٰ نے یہ بھی عطا فرمایا تھا کہ جوانی ہی میں آپ نے اپنی صلاحیتوں اور خوبیوں کا لوگوں سے اعتراف کروالیا‘ نبوت ملنے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال تک کی جوانی کی زندگی اپنی قوم میں گزار چکے تھے۔ اس زندگی کی پوری تصویر اور اس کا ہر رخ آج تک محفوظ ہے یہ چالیس سالہ زندگی سچائی، دیانت اور خدمت خلق جیسے اعلیٰ اوصاف سے بھرپور ہے جس کی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں نے بھی صادق اور امین کے لقب سے پکارا جب آپ کو نبوت ملی تو آپ نے اپنی سچائی کے ثبوت میں اپنی اسی چالیس سالہ زندگی کو پیش فرمایا آپ کی جان کے دشمن، آپ کے دین اور دعوت کے دشمن کو بھی اس بات کی ہمت نہ ہوسکی کہ آپ کی سابقہ زندگی پر انگلی اٹھاسکے۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا معجزہ آپ کی جوانی کی حالت میں پاکیزہ زندگی ہے۔ ایسی صاف ستھری اور اخلاق سے آراستہ زندگی جس کے دوست و دشمن سب ہی معترف ہیں۔ آپ کے چچا ابوطالب کے الفاظ ہیں کہ ”میں نے اپنے بھتیجے کو کبھی جھوٹ بولتے نہیں سنا اور اسے کبھی گلیوں میں لڑکوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے نہیں دیکھا۔“

آج ہمارے معاشرہ میں نوجوان کے سب سے زیادہ عیب اس کے رشتہ داروں کو معلوم ہوتے ہیں۔ اس لئے معاشرے کے بزرگ آج کے نوجوان پر کوئی ذمہ داری ڈالنے سے گریز کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جوانی کے زمانے میں حجر اسود کی تنصیب جیسے ذمہ دارانہ کارنامے انجام دیئے۔

جب بارشوں کی وجہ سے سیلاب آیا کعبہ کا کچھ حصہ گر گیا مختلف قبیلوں نے مل کر دوبارہ تعمیر کیا حجر اسود لگانے کا سوال اٹھا تو فساد کا خطرہ ہوا، طے ہوا کہ جو سب سے پہلے کل صبح بیت اللہ میں داخل ہو وہ رکھے گا۔ سب نے پہلے پہنچنے کی کوشش کی لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سے موجود تھے آپ نے بڑی عمدہ تدبیر کے ساتھ حجر اسود رکھوایا اور ایک بہت بڑا مسئلہ آپ نے نوجوانی میں حل فرمایا۔ جوانی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم محبت اور رحمت کی مثال تھے‘ کسی کی تکلیف کو دیکھ کر مدد کے لئے تیار ہوجاتے‘ ایک بڑھیا کو دیکھا‘ بوجھ اٹھائے جارہی تھی، کمر بوجھ تلے جھکی جارہی تھی‘ پتھر دل لوگ ہنس رہے تھے‘ آپ نے آگے بڑھ کر بڑھیا کا بوجھ اپنے کندھے پر رکھا اور لوگوں سے کہا: ایک کمزور بڑھیا کا مذاق اڑانا جوانی کا شیوہ نہیں، مردانگی یہ ہے کہ اس کا بوجھ بٹادو۔ جوانی میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وقت کا کافی حصہ بوڑھوں بیماروں اور معذور لوگوں کی دیکھ بھال پر صرف فرماتے تھے۔ ان کے چھوٹے بڑے کام کرتے۔ ایک روز ایک قریشی سردار نے کہا: کتنی شرم کی بات ہے تم اپنے خاندان کو بٹہ لگاتے ہو تم اونچے گھرانے کے چشم وچراغ ہو اور اس طرح غریبوں کے کام کاج کرتے ہو۔

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

بے شک میرا پردادا ہاشم قریش کا سردار تھا مگر وہ بھی سب کی خدمت کیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یتیموں سے بھی بڑی محبت تھی' ایک بچے کو کمزور بے لباس دیکھا' اس سے وجہ پوچھی وہ رو پڑا اور بھوک کی شکایت کی' آپ کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے' آپ لڑکے کو گھر لے گئے کھانا کھلایا اور کپڑے پہنائے۔ جوانی میں معاشرتی ذمہ داریاں پیش آئیں تو تجارت کو ذریعہ معاش بنایا۔ تجارت کی کامیابی کا علم مکہ کی مالدار خاتون بی بی خدیجہ کو ہوا تو اپنے کارندوں کے ذریعہ شام کے سفر تجارت پر بھیجا، اپنے معتبر غلام میسرہ کو بھی ساتھ کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی دیانت اور محنت سے کام کیا کہ حضرت خدیجہ کو توقع سے زیادہ منافع ہوا۔ میسرہ کے ذریعہ نیکی اور دیانت کا معیار سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی کا پیغام بھیجا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۲۵ سال اور حضرت خدیجہ کی عمر ۴۰ سال تھی۔ حضرت خدیجہؓ کی صورت میں ایک نیک اور خدمت گزار بیوی ملی ان کے ہمراہ بڑی پرسکون اور خوشگوار، جوانی میں خانگی زندگی گزاری۔ ان سے تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہوئیں بیٹے چھوٹی عمر میں وفات پا گئے' باقی ان کی چاروں بیٹیوں کی شادیاں ہوئیں۔ کامیاب جوانی کی زندگی میں ایک کامیاب انسان، ایک کامیاب باپ، خاوند اور پھر کامیاب تاجر کی زندگی گزری، یہاں تک کہ چالیس سال کی عمر میں نبوت عطا ہوئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس جوانی کی زندگی میں آج کے جوان کو جو نقوش ملتے ہیں ان میں بنیادی اور بہت گہرا نقش تو یہ ہے کہ آج کا جوان اپنی جوانی میں سچائی اور دیانت اور شرافت کا پیکر بن جائے اور اس کی خوبیوں کے معترف سب سے پہلے اس کے گھر والے ہوں جن کے ہمراہ وہ دن رات گزارتا ہے پھر اس کے رشتہ دار اس کی خوبیوں کے معترف ہوں اور آج کے نوجوان پر جب معاشی ذمہ داریاں آ جائیں تو یہ کامیابی سے ان ذمہ داریوں کو نبھائے اور یہی خوبیاں اس قدر کمال کی ہوں کہ وہی اس کی شادی کا سبب بن جائیں، اور اس کے بعد خاوند اور پھر باپ بننے کے بعد اپنی پوری زندگی میں ہر مرحلہ کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سے رہنمائی حاصل کرتا رہے۔

☆☆..................☆☆

رسول اطہر ﷺ جہاں بھی ٹھہرے وہ منزلیں یاد کر رہی ہیں

حرم سے طیبہ کو آنے والے تجھے نگاہیں ترس رہی ہیں
جدھر جدھر سے گزر کے آئے اداس راہیں ترس رہی ہیں

رسول اطہر ﷺ جہاں بھی ٹھہرے وہ منزلیں یاد کر رہی ہیں
جبین اقدس جہاں جھکی ہے' وہ سجدہ گاہیں ترس رہی ہیں

جو نور افشاں تھیں لحظہ لحظہ' حضور انور ﷺ کے دم قدم سے
وہ جلوہ گاہیں تڑپ رہی ہیں' وہ بارگاہیں ترس رہی ہیں

صبائے بطحا غموں سے پُر ہے' فضائے اقصیٰ بھی دکھ بھری ہے
اب ایک مدت سے حال یہ ہے' اثر کو آہیں ترس رہی ہیں

خیال فرما کہ چشم عالم تری ہی جانب لگی ہوئی ہے
نگاہ فرما' کہ ساری امت کی میٹھی چاہیں ترس رہی ہیں

نفیس کیسا یہ وقت آیا' سلوک و احساں کے سلسلوں پر
جہاں مشائخ کی رونقیں تھیں' وہ خانقاہیں ترس رہی ہیں

حضرت شاہ نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

نوجوانانِ اسلام کے لئے لمحۂ فکریہ

مولانا محمد تبریز عالم قاسمی، حیدرآباد دکن

نوجوان نسل ملک وملت کے مستقبل کا ایک بیش قیمت سرمایہ ہے، جس پر ملک وملت کی ترقی وتنزل موقوف ہے، یہی اپنی قوم اور اپنے دین وملت کے لئے ناقابلِ فراموش کارنامے انجام دے سکتے ہیں، یہ ایک حقیقت ہے کہ نوجوان کی تباہی، قوم کی تباہی ہے، اگر نوجوان بے راہ روی کا شکار ہوجائے تو قوم سے راہِ راست پر رہنے کی توقع بے سود ہے، جوانی کی عبادت کو پیغمبروں کا شیوہ بتایا گیا ہے۔

لیکن موجودہ دور کے مسلم نوجوان کے پاس سب کچھ ہے، نہیں ہے تو صحیح اسلام نہیں ہے، صحیح ایمان نہیں ہے اور اسے اپنے لٹنے پٹنے کا کوئی افسوس بھی نہیں؛ بلکہ وہ ''کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا'' کا مصداق ہے، اس کا لباس شرعی نہیں، اس کی جینس اور پینٹ ٹخنوں سے نیچے ہے، اسے معلوم نہیں کہ اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے اور کہا ہے کہ: کپڑے کا وہ حصہ جو ٹخنوں سے نیچے ہوگا، وہ دوزخ میں جلے گا، اس کے سر اور داڑھی کے بال شرعی نہیں ہیں، اسے معلوم نہیں کہ بالوں کے سلسلے میں پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا ہدایات ہیں، کچھ مسلم نوجوان کے ہاتھوں میں طرح طرح کی کنگن نما چیزیں ہوتی ہیں، اسے معلوم نہیں کہ عورتوں سے مشابہت اسلام میں ممنوع ہے، اکثر مسلم نوجوانوں کو آپ دیکھیں گے کہ جیب میں موبائل ہے اور کان میں ایرفون، نماز تو جانے دیں اسے اذان سننے اور سن کر جواب دینے کی بھی فرصت نہیں ہے۔

آج کا مسلم نوجوان یہ حقیقت تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہے کہ شریعت نے انسان کو یہ حقیقت سمجھائی ہے کہ اس کا وجود، انسان کی اپنی ملکیت نہیں ہے؛ بلکہ خدائے وحدہ لاشریک لہ کی امانت ہے؛ لہٰذا اس امانت کی حفاظت کرنا، اسے اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے مطابق استعمال کرنا، اس سے وہ کام لینا جس کے لئے اس کی تخلیق ہوئی ہے اور اسے نقصان وزیاں سے بچانا لازم ہے، صورت حال یہ ہے کہ انسان نے ظاہری جسم کے نقصان کو پہچان لیا اور جسم کو لگی بیماری کو دور کرنے کی بہت فکر کرتا ہے؛ مگر اس نے روح کی بیماریوں سے نگاہیں پھیر لیں، وہ نماز ترک کرتا ہے، روزہ چھوڑتا ہے، سگریٹ پیتا ہے، جام چھلکاتا ہے، گانے گاتا ہے، فلمیں دیکھتا ہے، نیٹ کا منفی استعمال کرتا ہے، جھوٹ بولتا ہے، احکام اسلام کو توڑتا ہے، والدین کے حقوق ادا نہیں کرتا اور نہ جانے کیا کیا اسلام مخالف کام کرتا ہے؛ اگر چہ یہ سب غفلت وسستی کا نتیجہ ہیں؛ لیکن کیا ان سب کی وجہ سے اس کا دل دکھتا ہے اور کیا اسے اس بڑی اور مہلک بیماری کا احساس ہے اور کیا اس بیماری کو دور کرنے کی فکر دامن گیر ہے؟ نہیں، آخر کیوں؟ غفلت تو ویسے اسلام کے سارے شعبوں میں ہے، عقائد، احکام، معاملات، معاشرت اور اخلاق سب میں گراوٹ ہے، البتہ نماز جیسی اہم عبادت میں سستی ایک لمحۂ فکریہ ہے۔

نوجوانوں کا ایک بڑا طبقہ اتنی پابندی سے بہ کثرت نماز چھوڑنے کا عادی ہے کہ بس اللہ کی پناہ، ہمارے پیارے رسول سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے روئے، راتوں کو جاگے اور پتھر کھائے، صرف اس لئے؛ تاکہ میرا کوئی امتی دوزخ میں نہ جائے، ہمارے نبی نے کہا: نماز مومن کی معراج ہے، نماز کفر واسلام کے درمیان حدِ فاصل ہے، نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور فرمایا: جس نے قصداً نماز چھوڑ دی، اس نے کفر جیسا کام کیا، اس سے بڑھ کر خدا نے کہا: نماز پڑھو اور فرمایا: بے شک نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے، ان ارشادات عالیہ کے علاوہ کیا کوئی اور ارشاد ہوسکتا ہے، جو ہمیں نماز کا پابند بنائے، آج نماز جسے اسلام کے ستون کی حیثیت حاصل ہے، اس سے اتنے نوجوان غافل ہیں کہ بقول ایک بڑے شخص کے کہ: آج لوگ اتنی کثرت سے نماز ترک کرنے کے عادی ہیں کہ آئندہ اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں اغیار یہ نہ کہنا

شروع کردیں کہ نماز کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے، یہ بس ویسے ہی اختیاری عبادت ہے، سوال ہوگا کیوں؟ کیوں کہ اگر نماز ضروری عبادت ہوتی تو سارے مسلمان پڑھتے؛ حالاں کہ سب نہیں پڑھتے، ایسا ہوسکتا ہے خدانہ کرے، اس کی ایک مثال ہے، کئی سال پہلے ایک کالج میں ایک مسلم نوجوان کو داڑھی رکھنے کی وجہ سے کالج سے نکال دیا گیا، اس نے ہائی کورٹ میں اس کے خلاف عرضی داخل کی، مقدمہ کی سماعت ہورہی تھی، اس مسلم نوجوان کے وکیل نے مختلف دلائل کی روشنی میں داڑھی اسلام کا شعار ہے، کو ثابت کرنا چاہا، اخیر میں جج نے یہ کہہ کر معاملہ ختم کردیا کہ اسلام میں داڑھی بہت اہم اور لازمی چیز نہیں؛ کیوں کہ اگر لازمی چیز ہوتی جیسا کہ آپ ثابت کرنا چاہتے ہیں تو آپ کے چہرے پر داڑھی ضرور ہوتی؛ کیوں کہ آپ بھی مسلمان ہیں، اس معاملہ کا کیا ہوا، وہ الگ قصہ ہے؛ لیکن اس جج کا تبصرہ اتنا دل شکن ہے کہ ہم مسلمانوں کو بہت کچھ سوچنے کی دعوت دیتا ہے، آج مسلم نوجوان جمعہ وعیدین میں تو حاضر ہوجاتے ہیں، یہ بھی اللہ کا کرم ہے؛ لیکن وہ یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ جس خدا نے جمعہ وعیدین کو ضروری قرار دیا ہے، اسی خدا نے روزانہ پانچ نمازوں کو بھی فرض قرار دیا ہے، ہمارے ایمان کی بنیاد میں وہ کمزوری کیا ہے جس کی وجہ سے یہ تفریق ہوجاتی ہے؟

دعوت وتبلیغ اور اصلاحی جلسے جلوسوں میں بھی کمی نہیں ہے، کمی ہے تو خود مسلم نوجوانوں میں اور بنیادی کمزوری عقائد کا صحیح نہ ہونا ہے، احکام، عقائد پر موقوف ہوتے ہیں، اگر عقائد میں پختگی ہوگی تو احکام میں سستی شاذ ونادر ہوگی، خدا کی وحدانیت اور رب کی ربوبیت اس کی قہاریت وجباریت کا استحضار نہیں ہوتا، جس کی وجہ سے انسان کے اندر اپنے خالق ومالک کی وہ محبت پیدا نہیں ہوتی جو مطلوب ہے اور جو خالق ومالک کی عبادت پر انسان کو مجبور کرتی ہے اور جس کی وجہ سے انسان رب چاہی زندگی بسر کرتا ہے؛ کیوں کہ وہ ڈرتا ہے کہ اگر میں نے محبوب کی مرضی کے خلاف کام کیا تو ایک طرف تو میں دعویٰ محبت میں جھوٹا کہلاؤں گا اور دوسری طرف میرا محبوب مجھ سے خفا ہوجائے گا، جس کی وجہ سے اس کے قرب سے محرومی ہوسکتی ہے؛ کیوں کہ اس محبوب کو تو ذرے ذرے کا علم ہے، دلوں میں پوشیدہ جذبات اور دماغ میں چھپے ہوئے خیالات سب کا علم ہے اور جہاں یہ چیز مفقود ہوتی ہے، وہاں احکام اسلام کی بجا آوری میں خلل واقع ہوجاتا ہے، آج مسلم نوجوانوں کی اکثریت اس بنیادی کمزوری کا شکار ہے اور اس کا دل مالک حقیقی کی محبت سے یکسر خالی تو نہیں؛ لیکن غیر اللہ کی محبت غالب ہے، اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا، ظاہر سی بات ہے، ایک دل میں محبت کے کئی آشیانے نہیں ہوسکتے، اب جس کی محبت غالب ہوتی ہے، انسان اس کی مرضی کے خلاف کام نہیں کرتا اور اگر اس کی مرضی کے خلاف کام ہوگیا تو اسے منانے کی ہزار کوششیں کرتا ہے۔

آج کا نوجوان دن بھر کی مصروفیات جس میں نماز کی مصروفیت نہیں ہوتی، سے تھکتا ہے تو سکون کی تلاش میں ٹی وی اور نیٹ پر وقت گزارتا ہے، یا سکون بخش اور سکون آور گولیاں لیتا ہے؛ لیکن اسے یہ نہیں سمجھ میں آتا ہے کہ سکون؛ بلکہ

تحفظ ختم نبوت پروگرام، فتح پور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فتح پور کے زیر اہتمام ختم نبوت کے پروگرام مولانا محمد ساجد مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لیہ کی زیر نگرانی منعقد کیے گئے۔ جن کی مختصر رپورٹ درج ہے: یکم ستمبر ۲۰۲۱ء بروز بدھ بعد نماز مغرب، جامع مسجد صدیق المعروف اوڈوں والی، خطیب مفتی محمد عثمان زاہد صاحب۔ ۲/ستمبر بروز جمعرات بعد نماز عشاء، جامع مسجد مدینہ، خطیب مفتی منیر احمد صاحب۔ ۳/ستمبر بروز جمعہ جامع مسجد الحسین بعد نماز عشاء، خطیب مولانا قاری محمد ایوب طاہر صاحب۔ ۴/ستمبر بروز ہفتہ: بعد نماز مغرب، جامع مسجد ابوبکر، مدرسہ اہل سنت والجماعت، مولانا عظیم خان۔ ۵/ستمبر بروز اتوار، جامع مسجد شانِ مدینہ بعد نماز مغرب۔ ۵/ستمبر بروز اتوار قبل از عشاء، جامع مسجد حنفیہ مدرسہ تعلیم القرآن راقم الحروف کا بیان ہوا۔ ۶/ستمبر بروز پیر، جامع مسجد عثمانیہ بعد نماز مغرب مولانا اشفاق ڈیروی۔ ۷/ستمبر بروز منگل بعد نماز عشاء، جامع مسجد مدنی، خطیب مولانا محمد ارشاد صاحب۔ ۸/ستمبر بروز بدھ جامع مسجد مسلم بعد نماز مغرب، مولانا معاویہ۔ ۱۰/ستمبر بروز جمعہ، خطبہ جمعہ جامع مسجد عائشہ صدیقہ، خطیب مولانا عتیق صاحب۔ ۱۰/ستمبر بروز جمعہ بعد نماز عشاء، جامع مسجد عیسیٰ خطیب مولانا محمد ابراہیم صاحب۔ ان تمام پروگراموں میں حافظ زبیر لغاری کا تعاون حاصل رہا، جنہوں نے بارگاہ نبوی میں گل ہائے عقیدت پیش کئے۔ تمام مقررین نے عقیدۂ تحفظ ختم نبوت اور ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کے حوالہ سے بیانات کئے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام پروگراموں کو قبول فرمائے۔ آمین۔

حقیقی سکون ذکرونماز میں ہے، نماز کو رہنے دیجیے، مختلف جگہوں پر کام کرنے والے کچھ مسلم نوجوان ایسے بھی ملیں گے جو پاکی کو ضروری نہیں سمجھتے، وہ کھڑے کھڑے بھی شروع ہوجاتے ہیں، مسلم نوجوان کے دوستوں کو شمار کریں تو اکثر غیر مسلم، بدکردار اور بداخلاق ملیں گے، ظاہری بات ہے، انسان پر اچھی اور بری صحبتوں کا اثر پڑتا ہے، حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ بہترین ساتھی کون ہے؟ فرمایا کہ وہ شخص ہے جو تجھے نیک کام کرتے ہوئے دیکھے، تو تمہاری مدد کرے اور برا کام کرتے ہوئے دیکھے تو تجھے تنبیہ کرے، اس معیار کے ہمارے مسلم نوجوان کے کتنے دوست ہیں؟ یہ ایک لمحہ فکریہ ہے۔

مغربی ممالک سے آئی ہوئی ہر چیز ہمارے مسلم نوجوان کو لائق تقلید معلوم ہوتی ہے، اس پر فیشن پرستی کا ایسا بھوت سوار ہے کہ اسے سنت رسول میں کوئی خاص دلچسپی نہیں، وہ یہود ونصاریٰ کی اندرونی سازشوں سے بے خبر ہے، اسے معلوم نہیں کہ یہود ونصاریٰ کا سب سے بڑا ہدف، مسلم قوم کے عقائد خراب کرنا، ان کے اخلاق اور نظام زندگی اور دینی ذوق کو برباد کرنا ہے، یہ سرد مہری مسلم نوجوان کو کہاں لے جائے گی، کہنا مشکل نہیں، ایک اقتباس پڑھیے اور حالات کی سنگینی کا اندازہ کیجیے:

”اے نوجوان! سن لو تمہاری تباہی کے لئے یہود نصاریٰ کانفرنسیں کر رہے ہیں، کئی کئی ممالک میں تمہاری تباہی کے لئے دماغ لڑائے جارہے ہیں، تمہارے لئے سازشیں ہورہی ہیں، سن لو! نوجوان ہی قوموں کے عروج وزوال کا سبب بنتا ہے، آیئے اب ذرا آج کے نوجوان کو دیکھتے ہیں، کل جس نوجوان کے ہاتھ میں تلوار تھی، آج اس کے ہاتھ میں کرکٹ کا بلا اور وی سی آر کیسٹ (یا اس کا متبادل) ہے، آج وہ اپنا وقت شراب نوشی اور انٹرنیٹ کی فحاشی ویب سائٹس اور مغرب کی اندھی تقلید کرنے والی برہنہ لباس کی دلدادہ لڑکی کی آغوش میں گزار رہا ہے، کل کے نوجوان کے ہاتھ قرآن پاک کے نسخے سے مزین تھے، آج اس کے ہاتھ میں اشتراکیت، کمیونزم اور دوسرے مذاہب کی کتابیں اور فحش اور عریاں رسالہ سے کھیل رہے ہیں اور وہ قرآن کو فرسودہ اور رجعت پسند لوگوں کا نظام سمجھتا ہے، کل جس زبان سے نعرۂ تکبیر اور کلمہ توحید کے نعرے بلند ہورہے تھے، آج اس زبان سے بے غیرتی اور بے حیائی کے نعرے سنائے جارہے ہیں، افسوس! کہ آج ہمارا نوجوان کہاں جارہا ہے، اس کی منزل مقصود کیا ہے؟“

(نوجوان تباہی کے دہانے پر، ص۲۶)

اس گئے گزرے دور میں اگر کسی سے کچھ امید کی جاسکتی ہے تو وہ ہیں مدارس اور مدارس کے نوجوان طلبہ، آپ مدارس سے تھوڑی دیر کے لئے آنکھیں بند کرلیں اور موجودہ دور کے ماڈرن، فیشن پرست نوجوان کے حالات کا جائزہ لیں تو اسلامی روح کانپ جائے گی، مدارس کا وجود، خدا کی بہت بڑی نعمت ہے، واقعی یہ اسلامی قلعے اور اسلام کا پاور ہاؤس ہیں، تہجد، اشراق، چاشت، اوابین اور دیگر سنن ونوافل اور دیگر عبادات ومعاملات کی بزم آرائی انہیں سے ہے، غم خواری، صلہ رحمی، ایثار، تقویٰ وطہارت اور خلوص وللّٰہیت کی جھلک دیکھنی ہو تو یہاں کے پڑھتے ہوئے طلبہ کرام کو دیکھیں، گویا یہ طلبہ مدارس، دیگر غافل نوجوان مسلمان کا کفارہ ادا کررہے ہیں، اللہ انہیں سلامت رکھے، اب انہیں نوجوان طلبہ مدارس کو یہ عزم وحوصلہ لے کر اٹھنا ہوگا کہ وہ ان نوجوانوں کی، گناہوں کے تلاطم میں پھنسی ہوئی کشتی کو ساحل سکون تک پہنچائیں گے کہ مرکز توجہ اور مرکز امید یہی طلبہ ہیں اور یہی حزب اللہ کا ایک حصہ ہیں، خدا مزید ہمت وحوصلہ دے!

☆☆..............☆☆

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، کراچی بار ایسوسی ایشن

کراچی..... مورخہ ۲۵؍ستمبر ۲۰۲۱ء بروز ہفتہ بعد از ظہر کراچی بار ایسوسی ایشن میں اسلامک لائرز فورم کے زیر اہتمام ”تحفظ ختم نبوت کانفرنس“ کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں جماعت اسلامی کراچی کے امیر حافظ نعیم الرحمن اور العصر فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر مولانا فضل سبحان اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مفتی محمد عادل غنی نے مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی۔ یہ کانفرنس کراچی بار کے ایڈیٹوریم ہال میں منعقد ہوئی، جس میں کثیر تعداد میں وکلاء حضرات نے شرکت کی۔ اس موقع پر مفتی محمد عادل غنی نے عقیدۂ تحفظ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت پر لیکچر دیا، موجودہ دور میں قادیانیوں کی طرف سے پھیلائے گئے شکوک وشبہات پر تفصیلی بیان کیا جسے وکلاء برادری نے بہت سراہا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کانفرنس کو امت کے لئے نافع بنائے، آمین۔

عقیدہ ختم نبوت.... قرآن واحادیث کی روشنی میں

آٹھویں قسط

پروفیسر ایم نذیر احمد تشنہ

بخاری ومسلم نے یہ حدیث غزوۂ تبوک کے ذکر میں بھی نقل کی ہے۔ مسند احمد میں اس مضمون کی دو حدیثیں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہیں جن میں سے ایک کا آخری فقرہ یوں ہے: ”الا انہ لا نبوۃ بعدی“ (مگر میرے بعد کوئی نبوت نہیں ہے)۔ ابوداؤد طیالسی، امام احمد اور محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہم نے اس سلسلے میں جو تفصیلی روایات نقل کی ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوۂ تبوک کے لئے تشریف لے جاتے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ طیبہ کی حفاظت و نگرانی کے لئے اپنے پیچھے چھوڑنے کا فیصلہ فرمایا تھا۔ منافقین نے اس پر طرح طرح کی باتیں ان کے بارے میں کہنی شروع کردیں۔ آپؓ نے جا کر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: ”یارسول اللہ! کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جارہے ہیں؟“ اس موقع پر حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا: ”تم میرے ساتھ وہی نسبت رکھتے ہو جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام رکھتے تھے۔“ یعنی جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر جاتے ہوئے، حضرت ہارون علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی نگرانی کے لئے پیچھے چھوڑا تھا، اسی طرح میں تم کو مدینے کی حفاظت کے لئے چھوڑے جارہا ہوں، لیکن اس کے ساتھ ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اندیشہ ہوا کہ حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ یہ تشبیہ کہیں بعد میں کسی فتنے کی موجب نہ بن جائے، اس لئے فوراً آپ نے یہ تصریح فرمادی کہ میرے بعد کوئی شخص نبی ہونے والا نہیں۔“

”عن ثوبان قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم .... وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم ان نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔“ (ابوداؤد، کتاب الفتن)

ترجمہ: ”حضور ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور میری امت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

اسی مضمون کی ایک اور حدیث ابوداؤد نے کتاب الملاحم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ ترمذی نے بھی حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے یہ دونوں روایتیں نقل کی ہیں اور دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں: ”حتی یبعث دجالون کذابون قریب من ثلاثین کلھم یزعم ان رسول اللّٰہ“ (یہاں تک کہ اٹھیں گے تیس کے قریب جھوٹے فریبی جن میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے)۔“

”قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لقد کان فیمن کان قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یکن من امتی احد فعمر۔“ (بخاری، کتاب المناقب)

ترجمہ: ”حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلے جو بنی اسرائیل گزرے ہیں ان میں ایسے لوگ ہوئے ہیں جن سے کلام کیا جاتا تھا بغیر اس کے کہ وہ نبی ہوں، میری امت میں اگر کوئی ہوا تو وہ عمر (رضی اللہ عنہ) ہوگا۔“

مسلم میں اس مضمون کی جو حدیث ہے اس میں ”یکلّمون“ کے بجائے ”محدَّثون“ کا لفظ ہے۔ لیکن مکلم اور محدث، دونوں کے معنی ایک ہی ہیں، یعنی ایسا شخص جو مکالمہ الٰہی سے سرفراز ہو یا جس کے ساتھ پردۂ غیب سے بات کی جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبوت کے بغیر مخاطبۂ الٰہی سے سرفراز ہونے والے بھی اس امت میں اگر کوئی ہوتے تو وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہوتے۔

”قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا نبی بعدی ولا امۃ بعد

امتی۔" (بیہقی، کتاب الرؤیا، طبرانی)

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کے بعد کوئی امت (یعنی کسی نئے آنے والے نبی کی امت) نہیں۔"

"قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فانی آخر الانبیاء وان مسجدی آخر المساجد۔" (مسلم، کتاب الحج، باب فضل الصلوٰۃ بمسجد مکۃ والمدینۃ)

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد (یعنی مسجد نبوی) ہے۔"

یہ احادیث بکثرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہیں اور بکثرت محدثین نے ان کو بہت سی قوی سندوں سے نقل کیا ہے۔ ان کے مطالعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر مختلف طریقوں سے اور مختلف الفاظ میں اس امر کی تصریح فرمائی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے، نبوت کا سلسلہ آپ پر ختم ہو چکا ہے اور آپ کے بعد جو لوگ بھی رسول یا نبی ہونے کا دعویٰ کریں وہ دجال وکذاب ہیں۔ قرآن کے الفاظ "خاتم النبیین" کی اس سے زیادہ مستند ومعتبر اور قطعی الثبوت تشریح اور کیا ہو سکتی ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تو بجائے خود سند وحجت ہے۔ مگر جب وہ قرآن کی ایک نص کی شرح کر رہا ہو تب تو وہ اور بھی زیادہ قوی حجت بن جاتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر قرآن کو سمجھنے والے اور اس کی تفسیر کے حق دار اور کون ہو سکتا ہے کہ وہ ختم نبوت کا کوئی دوسرا مفہوم بیان کرے اور ہم اسے قبول کرنا کیا معنی قابل التفات بھی سمجھیں؟

صحابہ کرامؓ کا اجماع:

قرآن وسنت کے بعد تیسرے درجے میں اہم ترین حیثیت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے اجماع کی ہے۔ یہ بات تمام معتبر تاریخی روایات سے ثابت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے فوراً بعد جن لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور جن لوگوں نے ان کی نبوت تسلیم کی، ان سب کے خلاف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ﴿؟؟؟﴾

کو لکھا تھا، اس کے الفاظ درج ذیل ہیں:

"من مسیلمۃ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ السلام علیک فانی اُشرکت فی الامر معک۔"

(طبری، ج: دوم، ص: ۳۹۹، طبع مصر)

ترجمہ: "مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رسول اللہ کی طرف آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر سلام ہو۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو معلوم ہو کہ میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ نبوت کے کام میں شریک کیا گیا ہوں۔"

علاوہ بریں مورخ طبری نے یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ مسیلمہ کے ہاں جو اذان دی جاتی تھی اس میں: "اشہد ان محمداً رسول اللّٰہ" کے الفاظ بھی کہے جاتے تھے۔ اس صریح اقرار رسالت محمدی کے باوجود اسے کافر اور خارج از ملت قرار دیا گیا اور اس سے جنگ کی گئی۔ تاریخ سے یہ بھی ثابت ہے کہ بنو حنیفہ نیک نیتی کے ساتھ (In Good Faith) اس پر ایمان لائے تھے اور انہیں واقعی اس غلط فہمی میں ڈالا گیا تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خود شریک رسالت کیا ہے۔ نیز قرآن کی آیات کو ان کے سامنے مسیلمہ پر نازل شدہ آیات کی حیثیت سے ایک ایسے شخص نے پیش کیا تھا جو مدینہ طیبہ سے قرآن کی تعلیم حاصل کر کے گیا تھا۔ (البدایہ والنہایہ لابن کثیر، ج: ۵، ص: ۵۱) مگر اس کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے ان کو مسلمان تسلیم نہیں کیا اور ان پر فوج کشی کی۔ پھر یہ کہنے کی بھی گنجائش نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے ان کے خلاف ارتداد کی بنا پر نہیں بلکہ بغاوت کے جرم میں جنگ کی تھی۔ اسلامی قانون کی رو سے باغی مسلمانوں کے خلاف اگر جنگ کی

ABS
ESTD 1880
سو سال سے زائد بہترین خدمت
ABDULLAH BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

نوبت آئے تو ان کے اسیرانِ جنگ غلام نہیں بنائے جاسکتے بلکہ مسلمان تو درکنار، ذمی بھی اگر باغی ہوں تو گرفتار ہونے کے بعد ان کو غلام بنانا جائز نہیں ہے۔ لیکن مسیلمہ اور ان کی پیروؤں پر جب چڑھائی کی گئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا کہ ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنایا جائے گا اور جب وہ لوگ اسیر ہوئے تو فی الواقع ان کو غلام بنایا گیا۔ چنانچہ انہی میں سے ایک لونڈی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی جس کے بطن سے تاریخ اسلام کی مشہور شخصیت محمد بن حنیفہ نے جنم لیا۔

(البدایہ والنہایہ، ج:۶، ص:۳۱۶، ۳۲۵)

اس سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے جس جرم کی بنا پر ان سے جنگ کی تھی وہ بغاوت کا جرم نہ تھا بلکہ یہ جرم تھا کہ ایک شخص نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا اور دوسرے لوگ اس کی نبوت پر ایمان لائے۔ یہ کارروائی حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ کی وفات کے فوراً بعد ہوئی ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ہوئی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی پوری جماعت کے اتفاق سے ہوئی ہے۔ اجماع صحابہ کی اس سے زیادہ صریح مثال شاید ہی کوئی اور ہو۔

تمام علماء امت کا اجماع:

اجماع صحابہ کے بعد چوتھے نمبر پر مسائل دین میں جس چیز کو حجت کی حیثیت حاصل ہے وہ دورِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بعد کے علماء امت کا اجماع ہے۔ اس لحاظ سے جب ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ پہلی صدی سے لے کر آج تک ہر زمانے کے اور پوری دنیائے اسلام میں ہر ملک کے علماء اس عقیدے پر متفق ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص نبی نہیں ہوسکتا اور یہ کہ جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس منصب کا دعویٰ کرے یا اس کو مانے وہ کافر خارج از ملت اسلام ہے۔ اس سلسلہ کے بھی چند شواہد ملاحظہ ہوں:

۱:... امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (۲۳۹ھ تا ۳۲۱ھ) کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا: ’’مجھے موقع دو کہ میں اپنی نبوت کی علامات پیش کروں۔‘‘ اس پر امام اعظمؒ نے فرمایا: ’’جو شخص اس سے نبوت کی کوئی علامت طلب کرے گا وہ بھی کافر ہوجائے گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں کہ لا نبی بعدی۔‘‘ (مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ لابن احمد المکی، ج:۱، ص:۱۶۱، مطبوعہ حیدرآباد، ۱۳۲۱ھ)

۲:... علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (۲۲۴ھ تا ۳۱۰ھ) اپنی مشہور تفسیر قرآن میں آیت: ’’ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین‘‘ کا مطلب بیان کرتے ہیں: ’’الذی ختم النبوۃ فطبع علیھا فلا تفتح لاحد بعدہ الیٰ قیام الساعۃ‘‘... جس نے نبوت کو ختم کردیا اور اس پر مہر لگادی اب قیامت تک یہ دروازہ کسی کے لئے نہیں کھلے گا... (تفسیر ابن جریر، ج:۲۲، ص:۱۲)

۳:... امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ (۲۳۹ھ تا ۳۲۱ھ) اپنی کتاب ’’عقیدہ سلفیہ‘‘ میں سلف صالحین اور خصوصاً امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہم کے عقائد بیان کرتے ہوئے نبوت کے بارے میں یہ عقیدہ تحریر فرماتے ہیں: ’’اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے، چیدہ نبی اور پسندیدہ رسول ہیں اور وہ خاتم الانبیاء، امام الاتقیا، سیّد المرسلین اور حبیب رب العالمین ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا ہر دعویٰ گمراہی اور خواہش نفس کی بندگی ہے۔‘‘ (شرح الطحاویہ فی العقیدۃ السلفیہ، دارالمعارف مصر، صفحات:۱۵، ۸۷، ۹۶، ۹۷، ۱۰۰، ۱۰۲)

۴:... علامہ ابن حزم اُندلسی رحمۃ اللہ علیہ (۳۸۴ھ تا ۵۵۴ھ) لکھتے ہیں: ’’یقیناً وحی کا سلسلہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد منقطع ہوچکا ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ وحی نہیں ہوتی مگر ایک نبی کی طرف اور اللہ عزوجل فرماچکا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ مگر وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں۔‘‘ (المحلیٰ، ج:۱، ص:۲۶)

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

۵:...امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (۴۵۰ھ تا ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں:

ترجمہ: ''اگر یہ دروازہ (یعنی اجماع کو حجت ماننے سے انکار کا دروازہ) کھول دیا جائے تو بڑی قبیح باتوں تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ مثلاً اگر کہنے والا کہے کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی رسول کی بعثت ممکن ہے تو اس کی تکفیر میں تامل نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن بحث کے موقع پر جو شخص اس کی تکفیر میں تامل کو ناجائز ثابت کرنا چاہتا ہو اسے لامحالہ اجماع سے مدد لینا پڑے گی، کیونکہ عقل اس کے عدم جواز کا فیصلہ نہیں کرتی اور جہاں تک نقل کا تعلق ہے اس عقیدے کا قائل لا نبی بعدی اور خاتم النبیین کی تاویل کرنے سے عاجز نہ ہوگا۔ وہ کہے گا کہ خاتم النبیین سے مراد اولوالعزم رسولوں کا خاتم ہونا ہے اور اگر کہا جائے کہ نبیین کا لفظ عام ہے تو عام کو خاص قرار دے دینا اس کے لئے کچھ مشکل نہ ہوگا اور لا نبی بعدی سے متعلق وہ کہہ دے گا کہ لا رسول بعدی تو نہیں کہا گیا ہے، رسول اور نبی میں فرق ہے اور نبی کا مرتبہ رسول سے بلندتر ہے۔ غرض اس طرح کی بکواس بہت کچھ کی جاسکتی ہے اور محض لفظ کے اعتبار سے ایسی تاویلات کو ہم محال نہیں سمجھتے بلکہ ظواہر تشبیہ کی تاویل میں ہم اس سے بھی زیادہ بعید احتمالات کی گنجائش مانتے ہیں۔ اس طرح کی تاویلیں کرنے والے سے متعلق ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ نصوص کا انکار کر رہا ہے۔ لیکن اس قول کے قائل کی تردید میں ہم یہ کہیں گے کہ امت نے بالاتفاق اس لفظ (یعنی لا نبی بعدی) سے اور نبی کے قرائن احوال سے یہ سمجھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ آپ کے بعد کبھی نہ کوئی نبی آئے گا نہ رسول۔ نیز امت کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ اس میں کسی تاویل اور تخصیص کی گنجائش نہیں ہے۔ لہٰذا ایسے شخص کو منکر اجماع کے سوا اور کچھ نہیں کہا جاسکتا۔'' (الاقتصاد فی الاعتقاد، المطبعۃ الادبیہ، مصر، ص:۱۱۴)

محی السنہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: ۵۱۰ھ) اپنی تفسیر معالم التنزیل میں لکھتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے نبوت کو ختم کیا، پس آپ انبیاء علیہم السلام کے خاتم ہیں... اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (اس آیت میں) یہ فیصلہ فرمادیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔'' (ج:۳، ص:۱۵۸)

(جاری ہے)

قرآن پاک کے ترجمہ میں بے احتیاطی سے بچا جائے!

''اس (تفسیر بالرائے کے) سلسلے میں مجھے دو باتیں کہنی ہیں: ایک تو یہ کہ قرآن پاک کے ترجمہ میں بے احتیاطی کو کام میں نہ لایا جائے۔ یہ تحریف ہے اور جس کی سزا کا حال معلوم ہے۔ ترجمہ بالکل لفظی ہونا چاہئے، پھر آپ اس کی تشریح اپنے ضروری مطلب کے ساتھ کر سکتے ہیں۔ یہ کسی طرح درست نہیں کہ ترجمہ میں الفاظ کی رعایت کئے بغیر اپنے مطلوب کے مطابق کوشش کی جائے۔ یہ شدید تحریف ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ پھر کسی دوسری ضرورت کے وقت آپ کو اس آیت کا ترجمہ دوسرے ڈھنگ سے کرنا پڑے گا، اس وقت آپ پر یہ ثابت ہوجائے گا کہ ہم نے اتباع ہویٰ کا نادانستہ ارتکاب کیا تھا۔ دوسری چیز یہ ہے کہ جمہور اسلام جس مسئلہ پر اعتقادی و عملی طور پر متفق ہوں، اس کو چھوڑ کر تحقیق کی نئی راہ اختیار نہ کی جائے۔ یہ طریق تواتر و توارث کی بیخ کنی کے مترادف ہے۔ اس گناہ کا مرتکب کبھی میں خود ہو چکا ہوں اور اس کی اعتقادی و عملی سزا بھگت چکا ہوں، اس لئے دل سے چاہتا ہوں کہ اب میرے عزیزوں اور دوستوں میں سے کوئی اس راہ سے نہ نکلے تاکہ وہ سزا سے محفوظ رہے جو ان سے پہلوں کو مل چکی۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ کا ایک فقرہ اس باب میں بہت خوب ہے۔ انہوں نے ایک دفعہ کہا تھا کہ ''کبھی حضرت شاہ ولی اللہ اور سرسیّد احمد خان، دونوں ایک ہی بات کہتے ہیں، مگر ایک سے ایمان پرورش پاتا ہے اور ایک سے کفر!'' اس زمانہ کے اکثر لکھنے والے اس نکتہ سے تغافل برت رہے ہیں اور اس لئے خوف لگا رہتا ہے کہ ان سے ایمان کی بجائے کفر کو نشوونما کا موقع نہ ملے۔''

(علامہ سیّد سلیمان ندویؒ کے ایک غیر مطبوعہ مکتوب سے اقتباس، سید سلیمان، یکم ذوالقعدہ ۱۳۶۳ھ)

خبروں پر ایک نظر

سرکاری دفاتر اور ضلعی حدود پر

آیات اور احادیثِ ختم نبوت پر مشتمل عبارات درج کرنے کا فیصلہ خوش آئندہ ہے

دیگر صوبے بھی پنجاب اسمبلی کی تقلید کریں: علماء کرام

لاہور (مولانا عبدالنعیم) عقیدہ ختم نبوت مسلمانوں کے لئے بنیادی سرمایہ ہے۔ انسداد جبری تبدیلیٔ مذہب کے مجوزہ بل کا مقصد اسلام کے پھیلاؤ کو روکنا ہے، جو دراصل عالم کفر کا دیا ہوا ایجنڈا ہے جسے حکمران عملی جامہ پہنانے کی سعی لاحاصل کررہے ہیں۔ اسلامیان پاکستان قرآن وسنت کے خلاف کوئی بھی بل پاس نہیں ہونے دیں گے۔ منکرین ختم نبوت قادیانیوں کو بین الاقوامی ایجنڈے کی روشنی میں نوازا جارہا ہے، ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا علیم الدین شاکر، مولانا عبدالنعیم، قاری محمد اقبال، مولانا مفتی مختار احمد، مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا سیف اللہ، مولانا سید جنید بخاری، مولانا محمد بلال، مولانا محمود الحسن قاسمی نے شاہدرہ میں مختلف مقامات پر منعقدہ اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے پنجاب اسمبلی میں حافظ عمار یاسر کی قرارداد ختم نبوت کی منظوری کو خوش آئند قرار دیا اور کہا کہ یہ فیصلہ کہ ’’سرکاری دفاتر اور ضلعی حدود پر آیات ختم نبوت اور احادیث ختم نبوت پر مشتمل عبارات درج کی جائیں گی‘‘ دراصل توشۂ آخرت ہے، اس عظیم کارنامہ کے سرانجام دینے پر اسپیکر پنجاب اسمبلی چوہدری پرویز الٰہی اور پوری پنجاب اسمبلی کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔ علماء کرام نے کہا کہ دیگر صوبوں کو بھی پنجاب اسمبلی کے اس عظیم کام کی تقلید کرنی چاہئے۔ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے، کیوں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت محفوظ نہ رہی تو کوئی بھی عمل محفوظ نہیں رہ سکتا۔

تحفظ ختم نبوت کنونشن، بھل

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بھل کے زیر اہتمام جامع مسجد عیدگاہ میں بعد نماز ظہر تحفظ ختم نبوت کنونشن منعقد ہوا۔ تلاوت ونعت کے بعد مولانا محمد ساجد مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بھکر اور مولانا قاضی احسان احمد صاحب مرکزی مبلغ ختم نبوت کراچی کا تفصیلی خطاب ہوا، اسٹیج کے فرائض مولانا حسین احمد مدنی نے سرانجام دیئے اور کنونشن کی کامیابی کے لئے مفتی حبیب احمد صاحب نے بھرپور کاوش کی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، سنانواں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سنانواں کے زیر اہتمام ۲۷؍ستمبر ۲۰۲۱ء بروز پیر بعد نماز مغرب جامع مدینہ اڈے والی میں سالانہ عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد صاحب نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے کی۔ پہلی نشست کا آغاز قاری محمد شعیب کی تلاوتِ کلام باری تعالیٰ سے ہوا، نعتیہ کلام طالب علم احسان اللہ نے پیش کیا، بعدازاں مولانا محمد ساجد ضلعی مبلغ اور مفتی عبدالواحد قریشی کا بیان ہوا، نماز عشاء ادا کی گئی۔ بعدازاں دوسری نشست کا آغاز محمد یحیٰی اور قاری انوارالحسن کی تلاوت سے ہوا، ہدیہ نعت مقبول محمد ابوبکر آفاقی اور مولانا محمد قاسم گجر نے پیش کیا۔ آخر میں مولانا قاضی احسان احمد کراچی کا تفصیلی خطاب ہوا۔ حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے اختتامی دعا کروائی۔ اسٹیج کے فرائض مولانا محمد ارشاد گرمانی نے ادا کئے، کانفرنس میں مولانا مغیرہ قمر قصبہ گجرات، مولانا عبدالرحمن جامی محمود کوٹ، مولانا ادریس شیرازی کوٹ ادو، مفتی مبشر ودیگر کثیر تعداد میں شرکاء نے شرکت کی۔ کانفرنس کی کامیابی کے لئے مولانا عبدالحمید حقانی، مولانا عبدالباسط ودیگر کارکنان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مولانا ابوبکر بن قاری محمد احمد کی نگرانی میں دن رات محنت کی، اللہ تعالیٰ تمام دوستوں کی ان پرخلوص محنتوں کو شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین۔

حیدرآباد ڈویژن میں عشرہ تحفظ ختم نبوت پروگرامز

حیدرآباد(مولانا محمد ابرار شریف) الحمدللہ! ہر سال کی طرح امسال بھی جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے یوم تحفظ ختم نبوت یعنی ۷؍ستمبر۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلے کی یاد میں پورے پاکستان میں پروگراموں کا انعقاد کیا گیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی توفیق سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ڈویژن حیدرآباد کی طرف سے بھی عشرۂ تحفظ ختم نبوت منانے کا اہتمام کیا گیا۔ جن کی مختصر روئیداد درج ہے:

پہلا پروگرام: ۲۸؍اگست ۲۰۲۱ء بروز ہفتہ جامعہ معارف القرآن ظفر ہاؤسنگ اسکیم نزد ایوب ہوٹل بائی پاس حیدرآباد میں ہوا، جس میں پیر شریف والے سائیں عبدالمجیب قریشی کو مدعو کیا گیا اور راقم کا بھی بیان ہوا۔

دوسرا پروگرام: ۳۰؍اگست ۲۰۲۱ء بروز پیر جامع مسجد دارالعلوم لطیف آباد ۱۰ نمبر میں ہوا، جس میں کراچی سے مہمان خصوصی ضلع شرقی کے مسؤل حضرت مولانا محمد رضوان اور جامعہ معہد الاسلامی کے مفتی محمد سلمان یاسین مدظلہ تشریف لائے، ان حضرات کے بیانات ہوئے۔ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ڈویژن حیدرآباد مولانا ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے مختصر بیان اور دعا کے بعد پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اسی دن بعد نماز عصر رشی گھاٹ نہر والی مسجد میں مولانا محمد رضوان کا تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے درس ہوا اور مفتی محمد سلمان یاسین مدظلہ کا زمزم مسجد بدین اسٹاپ پر مغرب کے بعد درس ہوا۔

تیسرا پروگرام: ۳۱؍اگست ۲۰۲۱ء بروز منگل جامع مسجد ٹنڈو حیدر نزد چینل اسٹاپ حیدرآباد میں ہوا۔ جس میں راقم اور ڈاکٹر مولانا سیف الرحمن کا بیان ہوا۔

چوتھا پروگرام: یکم ستمبر ۲۰۲۱ء بروز بدھ جامع مسجد خدیجۃ الکبریٰ لیبر کالونی سائٹ ایریا کوٹری ضلع جامشورو میں ہوا۔ جس میں حیدرآباد کے جامعہ مظاہر العلوم کے استاذ الحدیث و رئیس دارالافتاء حضرت مولانا مفتی اصغر مدظلہ کا مفصل بیان ہوا اور راقم الحروف نے بھی عقیدۂ ختم نبوت پر بیان کیا۔

پانچواں پروگرام: ۲؍ستمبر ۲۰۲۱ء بروز جمعرات جامع مسجد بابری جامشورو نزد پھاٹک والی مسجد میں ہوا، جس میں راقم، مولانا سیف الرحمن اور مولانا غلام شبیر امام وخطیب لمس یونیورسٹی کے بیانات ہوئے۔

چھٹا پروگرام: ۳؍ستمبر ۲۰۲۱ء بروز جمعۃ المبارک لیبر کالونی سائٹ ایریا حیدرآباد میں واقع شادی ہال میں ہوا، جس میں راقم اور مولانا سیف الرحمن کے بیانات ہوئے۔

ساتواں پروگرام: ۴؍ستمبر۲۰۲۱ء بروز ہفتہ نور مسجد گھمن آباد میں ہوا، جس میں راقم نے ۷؍ستمبر۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ پر تفصیلی روشنی ڈالی۔

آٹھواں پروگرام: ۵؍ستمبر۲۰۲۱ء بروز اتوار بلال مسجد کوہسار سوسائٹی نزد ائیرپورٹ حیدرآباد میں ہوا، جس میں راقم کا بیان اور مولانا حمید حسین امام وخطیب انڈس مل سائٹ ایریا کی دعا پر اختتام ہوا۔

نواں پروگرام: ۶؍ستمبر ۲۰۲۱ء بروز پیر مدرسہ عمر فاروق قاسم آباد میں ہوا، جس میں مہمان خصوصی جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ کے سیکریٹری اطلاعات مولانا تاج محمد ناہیوں صاحب، مولانا ڈاکٹر عبدالسلام صاحب اور راقم کے بیانات ہوئے۔ شیخ و مہتمم جامعہ مولانا ڈاکٹر مخدوم روشن صدیقی صاحب کی دعا پر پروگرام ختم ہوا۔

دسواں پروگرام: ۷؍ستمبر ۲۰۲۱ء بروز منگل جامع مسجد فاروق اعظم تلک چاڑی حیدرآباد میں ہوا، جس میں مہمان خصوصی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آف کراچی اور راقم کے بیانات ہوئے۔ مولانا ڈاکٹر عبدالسلام کے مختصر بیان اور دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

گیارواں و آخری پروگرام: ۹؍ستمبر ۲۰۲۱ء بروز جمعرات صبح سندھ یونیورسٹی جامشورو کے شیخ آیاز آڈیٹوریم میں تحفظ ختم نبوت سیمینار کی صورت میں ہوا، جس میں مہمان خصوصی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی، جانشین شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ کا بیان ہوا، وائس چانسلر ڈاکٹر محمد صدیق کلھوڑو، حافظ منیر احمد صاحب ڈین آف اسلامک و چیئرپرسن ناہید آرائیں اور راقم الحروف کے بیانات ہوئے اور یہ پروگرام حافظ منیر صاحب کی دعا پر ختم ہوا۔

ان تمام پروگراموں میں آنے والے مقررین کا حاصل گفتگو یہ تھا کہ ۷؍ستمبر کا دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تجدید عہد وفا کا دن ہے، ہمیں اپنے اکابر علماء کرام و مسلمانوں کی طرح ہر قسم کی قربانی دے کر باوفا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس و ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہر وقت تیار رہنا ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ! ☆☆

مبلغینِ ختم نبوت کے وفد کا دورہ گوادر!

رپورٹ: مولانا قاضی احسان احمد

الحمدللہ! گزشتہ سالوں کی طرح امسال بھی مبلغین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے وفد کا دورۂ گوادر ۲۱،۲۲؍ستمبر ۲۰۲۱ء بروز منگل، بدھ ہوا، جو بحمدللہ تعالیٰ! مختصر ہونے کے باوجود خوب کامیاب رہا۔

وفد راقم الحروف کے علاوہ مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ نگران عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ملیر، مولانا محمد جنید نگران عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ اسٹیل ٹاؤن اور مجلس کے دیرینہ کارکن مولانا محمد حذیفہ پر مشتمل تھا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے محب خاص حضرت مولانا عبدالعزیز ملازہی صاحب سے حسب سابق سفر کے لئے رابطہ کیا، انہوں نے فرمایا کہ بندہ اپنی مصروفیت کی بنا پر اس وفد کا بنفس نفیس حصہ نہیں بن سکتا، تاہم دل وجان آپ کے ہمراہ ہیں۔ سفر کے تمام تر انتظامات میرے ذمہ ہوں گے، انہوں نے اپنا یہ وعدہ بہت احسن انداز میں نبھایا۔ (فجزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء)۔

آج ۲۱؍ستمبر ۲۰۲۱ء منگل ہے۔ طے شدہ نظم کے مطابق بھائی محمد رفیق صبح پانچ بجے نماز فجر کے قریب دفتر ختم نبوت پرانی نمائش کراچی تشریف لے آئے۔ نماز فجر جماعت سے ادا کی، چائے پی اور سفر کا آغاز تقریباً ساڑھے پانچ بجے کیا۔ راستہ طویل، صاف مگر دشوار گزار ہے، طے یہ ہوا کہ راستے میں بلاضرورت کہیں رکنا نہیں ہے تاکہ وقت پر گوادر پہنچ جائیں۔ چنانچہ کنڈ ملیر کے ساحل پر گاڑی روکی، ناشتہ کیا اور پھر سے سفر شروع کر دیا۔ راستہ میں آنے والے عجائبات سے شرکائے سفر کو آگاہ کیا جاتا رہا۔ گوادر، کراچی سے تقریباً سات سو کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے، راستہ میں سنگلاخ چٹانیں، بل کھاتی ہوئی پہاڑی سڑکیں، سنسان راستے، عجیب وغریب منظر پیش کرتے مٹی کے اونچے اونچے پہاڑ، یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کسی نے خود اپنے ہاتھوں تراشے ہیں۔ شکل و صورت رکھنے والے بت نما مٹی کے پہاڑ صدیوں پرانی یادیں تازہ کرتے ہیں۔ دوپہر کے دو بجے قافلہ ختم نبوت گوادر پہنچ گیا۔ الحمدللہ! یہاں ہمارے دوست مولانا امیر معاویہ شدت سے منتظر تھے، مشروب سے تواضع کی گئی، نماز ظہر ادا کرنے کے بعد حضرت مولانا عبدالحمید انقلابی صاحب جو آج کے پروگرام کے منتظم تھے، ان کی محبت اور شفقت سے یہ پروگرام طے ہوا تھا۔ انقلابی صاحب کے اصرار اور ان کی انقلابی تجویز پر عمل کرتے ہوئے سفر ممکن ہوا، الحمدللہ۔ کھانے سے فارغ ہوئے، کچھ دیر آرام کرنے کے لئے لیٹ گئے۔ اس دوران عصر، مغرب اور عشاء کی نمازوں میں مساجد میں بیانات کی ترتیب بنائی گئی۔ چنانچہ راقم الحروف کے ذمہ نماز عصر الباسط مسجد حضرت مولانا مفتی اختر علی صاحب کی مسجد میں پڑھنے اور بیان کی ڈیوٹی لگی، نماز عصر ادا کی اور بیان کی سعادت حاصل کی۔ نماز مغرب بلال مسجد مولانا عبدالہادی صاحب کے ہاں ادا کی، یہاں بھی بیان کیا۔ مختصر الفاظ میں دونوں نمازوں میں عقیدۂ ختم نبوت، عقیدۂ حیات و رفع و نزول مسیح علیہ السلام اور سیدنا مہدی علیہ الرضوان سے متعلق گفتگو کی اور آخر میں قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کا وعدہ لیا۔ مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ نے نماز عصر مدینہ مسجد میں نماز مغرب مکی مسجد مین بازار، نماز عشاء جامع مسجد قاسم العلوم میں ادا کی اور اوصاف نبوت، اجرائے نبوت، مرزا قادیانی کے جھوٹے دعویٰ نبوت پر بیانات کئے۔ مولانا محمد جنید نے نماز عصر جامع مسجد بخیتہ گوادر، نماز مغرب جامع مسجد گوادر اور نماز عشاء جامع مسجد فیضی کول گری میں ادا کی اور بیانات کئے، جبکہ مولانا حذیفہ صاحب نے کتب اور لٹریچر کی تقسیم کے عمل کو خوب نبھایا۔

بعد نماز مغرب جامع مسجد بلال گول مسجد گوادر میں علاقہ بھر کے جید علماء کرام کا بھرپور اجلاس ہوا، اجلاس میں تقریباً تیس کے قریب ائمہ حضرات اور علماء کرام نے شرکت کی، مولانا حذیفہ کی تلاوت سے اجلاس کا آغاز ہوا، اس پروگرام کی غرض و غایت اور ابتدائی گفتگو مولانا محمد اسحاق

مصطفیٰ نے کی۔ بعدازاں راقم الحروف کو ائمہ و خطباء کرام کی خدمت میں چند گزارشات پیش کرنے کا موقع میسر آیا، چنانچہ عرض کیا کہ مہینا کا کم از کم ایک جمعہ تحفظ ختم نبوت کے موضوع کے لئے مختص کیا جائے اور ہفتہ واری درس کا بھی اہتمام کیا جائے۔ حضرت مولانا عبدالحمید انقلابی صاحب کے اختتامی کلمات و دعا پر پروگرام ختم ہوا۔

نماز عشاء کے بعد وفد جامعہ قاسم العلوم پہنچا، جہاں جامعہ کے ذمہ دار مولانا رب نواز صاحب نے خوب اکرام کیا۔ اس کے بعد آرام کے لئے مولانا امیر معاویہ کے ہاں چلے گئے۔

۲۲ر ستمبر ۲۰۲۱ء نماز فجر ادا کی، مختصر سا ناشتہ کیا، گوادر شہر کی سیر اور پورٹ پر جانے کا پروگرام بنایا۔ سیر و سیاحت کے بعد تقریباً ساڑھے آٹھ بجے وفد اپنے اگلے سفر کی طرف گامزن ہوا، جامعہ خالد بن ولید پسنی میں حضرت مولانا مفتی رحمت اللہ کے ہاں حاضری ہوئی۔ جہاں پر اساتذہ کرام اور دیگر احباب سے ملاقات ہوئی۔ ناشتہ سے فراغت کے بعد اورماڑہ کے لئے سفر شروع کیا۔ جہاں حضرت مولانا محمد امین صاحب ہمارے منتظر تھے، جامع مسجد التوحید اورماڑہ میں مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ نے ظہر کے بعد ختم نبوت کے موضوع پر درس دیا، بعدازاں قافلہ کراچی کی طرف روانہ ہوا، وندر کے مقام پر ہمارے بہت دیرینہ اور مخلص دوست جناب نیاز احمد صاحب اپنے بھائیوں، بچوں اور دیگر احباب سمیت منتظر تھے، وہاں پہنچ کر نماز مغرب اور عشاء ادا کی اور پُر تکلف کھانے سے فارغ ہوئے۔ رات ساڑھے گیارہ بجے کراچی دفتر ختم نبوت پہنچے۔ رب کریم اس سفر کو اپنی رحمت سے قبول فرمائے۔ آمین۔ ☆☆

آل پارٹیز تحفظ ختم نبوت کانفرنس، اڈہ بھاگل چوک اعظم

لیہ، بھکر (مولانا محمد ساجد، مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لیہ و بھکر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چوک اعظم کے زیر اہتمام ۲۴ر ستمبر بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عشاء جامع مسجد حسن و حسین میں آل پارٹیز تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کا آغاز مولانا قاری احسان اللہ فاروقی کی تلاوتِ قرآن پاک سے ہوا، نعتیہ کلام جناب نواز بلوچ تونسوی نے پیش کیا۔ کانفرنس کی صدارت مولانا خواجہ عزیز احمد نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے کی، جبکہ شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، مفتی رضوان عزیز عارف والا، مولانا پیر نواز نورانی رہنما جمعیت علمائے پاکستان، مولانا اکرم شہزاد رہنما جمعیت اہلحدیث چوک اعظم، احسان اللہ محسن رہنما جماعت اسلامی اور مولانا سمیع اللہ ربانی کے خطاب ہوئے۔ عالمی شہرت یافتہ قاری محمد ادریس آصف کی تلاوت کلام پاک نے دلوں کو گرمایا۔ کانفرنس میں ضلع بھر سے ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ کانفرنس میں راقم الحروف نے قراردادیں پیش کیں۔ جن کی شرکائے کانفرنس نے ہاتھ اٹھا کر تائید کی۔

قراردادیں:... ۱:... ہم قبول اسلام کے لئے عمر کی قید کے بل کو مسترد کرتے ہیں۔

۲:... ملک بھر کی عدالتوں میں جن گستاخانِ رسول کے کیس التواء کا شکار ہیں، ان کی فی الفور سماعت کر کے انہیں کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

۳:... یورپی یونین کی قرارداد کو مسترد کرتے اور اس کی مذمت کرتے ہیں۔

۴:... چوک اعظم ۳۵۲ چک کے گستاخ رسول امین ملعون کو لیہ سیشن کورٹ نے ۲۰ر اکتوبر ۲۰۲۰ء کو سزائے موت کا فیصلہ سنایا تھا، اس فیصلہ پر فی الفور عمل درآمد کیا جائے۔

۵:... امتناع قادیانیت آرڈی ننس پر عمل درآمد کر کے قادیانیوں کی تبلیغی سرگرمیوں کی روک تھام کی جائے۔

ضلع بھر سے کثیر تعداد میں علماء کرام نے شرکت کی۔ جبکہ اسٹیج کے فرائض مولانا اویس ٹوبہ ٹیک سنگھ اور راقم الحروف (محمد ساجد) نے سرانجام دیئے۔ مولانا محمد حسین امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لیہ، قاری عبدالشکور ناظم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لیہ، قاری رمضان امیر جے یو آئی لیہ، قاری منور حسین رہنما متحدہ مجلس عمل، مولانا اصغر تمیمی رہنما جے یو آئی لیہ، قاری امین، قاری انور چوک اعظم مفتی مدثر، مولانا عبدالرحمٰن جامی، قاری ادریس آصف، قاری محمد ایوب طاہر فتح پور، مولانا نعمان راشد نواں کوٹ، مولانا رب نواز جوتہ، قاری غلام نبی مولانا عمر فاروق، مفتی فاروق، مولانا نصیر احمد، مفتی مولانا معاویہ، مولانا شعیب ندیم، مولانا حق نواز، مولانا عارف، جناب محمد اسلم، قاری سمیع اللہ دھوری اڈہ، مولانا فضل الرحمٰن، مولانا رحمت اللہ، مولانا صدام، قاری عبدالغفور رحیمی، مولانا عبدالکریم، قاری یامین، مولانا صدام حسین، مولانا ابراہیم لالہ زار، مولانا علی معاویہ، چوہدری اجمل سمیت ہزاروں افراد نے شرکت کی۔

فرما گئے یہ ہادی
تاجدارِ ختمِ نبوۃ زندہ باد
لا نبی بعدی
بتاریخ
28
29
اکتوبر 2021
بروز جمعرات جمعۃ المبارک
بمقام
مسلم کالونی چناب نگر
40 ویں
2 روزہ سالانہ
عظیم الشان
ختمِ نبوۃ کانفرنس
بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے
پیرِ طریقت رہبرِ شریعت
حافظ مولانا محمد ناصر الدین خان خاکوانی صاحب
امیر مرکزیہ
صاحبزادہ پیرِ طریقت مخدوم العلماء
حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد صاحب
ولی ابن ولی
استاذ العلماء جانشین حضرت بنوری
حضرت مولانا سید محمد سلیمان یوسف بنوری صاحب
نائب امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
عنوانات
توحید باری تعالیٰ
عقیدۂ ختمِ نبوت
سیرت خاتم الانبیاء
اور ظہور امام مہدی
حیاتِ سیدنا عیسیٰ
عظمت صحابہ و اہلبیت
اتحادِ امت محمدیہ
پاکستان کی نظریاتی و جغرافیائی حدود کا تحفظ
جیسے اہم موضوعات پر علماء کرام مشائخ، قائدین دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے
شعبہ نشر و اشاعت
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوۃ
چناب نگر ضلع چنیوٹ
0300-7314337
0300-4304277
0301-7972785